بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۸۲۰۶

تمہید

آج ہم ایک ایسی خاتون عصمت مآب اور عاقلہ عدیم المثال کی سوانح عمری لکھنے کیلئے آمادہ ہوئے ہین جسے اِس دار فانی سے گذرے ہوئے دو صدیان گذر چکین لیکن اوسکا نام صفحات دنیا پر ہنوز باقی ہے۔ انسان کی غایت تخلیق یہ ہے کہ وہ دنیا مین پیدا ہو تو ایسے کام کرے جنکی وجہ سے اوسکا نام اوسکے بعد بھی زندہ رہے۔ اومشیت ایزدی کا اقتضا بر انسان کی پیدائش یہ ہرگز نہین ہے کہ وہ پیدا ہو' نشو و نما پائے' کھائے پہنے عیش کرے اور جب وقت آخر آجائے تو گمنام و نشان دنیا کو خیر باد کہکر کتم عدم مین پوشیدہ ہو جائے۔ جب ہم اپنے اسلاف کی زندگی کے حالات پر بالاستیعاب نگاہ تنقید ڈالتے ہین تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ ہمین مین سے بعض ایسی ہستیان گذر چکین ہین جنکو لوگ قیامت تک یاد کرینگے اور جنکی برکات کی یادگاری سوانح ہزارون برس تک دلون مین احساس پیدا کرتے رہینگے۔

زیب النساء گرچہ ایک عورت تھی لیکن اوسکی لائف پر غور کرنے سے

معلوم ہوگا کہ وہ آجکل کے مردون سے بھی زیادہ عقیل۔ عالم۔ نکتہ سنج۔ شاعر اور شریف الخیال عورت تھی۔ عورت ہونا اوسکی فطرت مین داخل تھا لیکن وہ مردون سے زیادہ شجیع اور صابر ثابت ہوئی۔ وہ ناز نعم مین پلی اور ناز و نعم مین رخصت ہوئی لیکن اوسکا دل فقر کا سرمایہ دار اوسکے خیالات عالی پایہ تھے وہ ایسی تھی کہ یوروپین مصور بھی اوسکے کیرکٹر مین بدخلقی کا رنگ بھرنے سے عاجز آگئے۔ یون ضد کی اور بات ہے کہ ایک شخص کے مرنیکے بعد اوس کی خوش افعالیون پر پردہ ڈالنے کیلئے لاطائل الزامات تراش کر اوسے مطعون خلائق کرنے کا ارادہ کرلے۔

اس خاتون مرحومہ کی لایف سے دو باتین ایسی حاصل ہوتی ہین جنکا پتہ کسی دوسرے زنانہ سوانح مین نہین ملتا۔ (۱) شاعری (۲) محبت۔ شاعری مین گو اوسکی مادری زبان محمد خاص تھی تاہم علوے خیالات اور شستگی جذبات کا فطری حصہ تھا۔ جو قدرت نے عام طور پر ہر عورت کو ودیعت نہین کیا۔ وہ اپنے ہمعصر شعرا سے میدان سخن مین ہمیشہ ایک قدم آگے رہی۔ کچھ اسلئے نہین کہ وہ ایک بادشاہ کی لڑکی تھی بلکہ اسلئے کہ اوسکی ذہانت طبع اور علمی لیاقت نے اسے معراج کمال کو پہونچا دیا تھا۔ اوسکی شاعری مین رنگ جذبات اسطرح ہویدا ہوتا ہے کہ اوس پر زنانہ شاعری کا اطلاق کرنا مشکل ہوجاتا ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جس نے معاصرین سے اسکو پیچھے نہ رہنے دیا۔

محبت عورتون کا خاص حصہ ہے۔ کہ اگر سچا ہین تو مراسم محبت کو مردنسے زیادہ نباہ سکتی ہین۔ اِس لائف مین محبت کا رنگ گو کامیاب نہین ہے تاہم سنجید گی۔ اخفائے عشق اور حجاب جذبات کے متعلق بہت سے اسباق اِس مین ایسے مل سکینگے جو ناظرین کے لئے نزہت طبع کا باعث ہونگے۔

زیب النسا کی لائف پر اتبک جتنے صحائف لکھے گئے وہ سب ہمارے سامنے موجود ہین۔ واقعات کی یکسانیت اِس بات کی شاہد ہے کہ مرحومہ موصوفہ کی لائف تمام مورخون کی نگاہ مین ایک درجہ رکھتی ہے۔ تباین آرائے کی اور بات ہے۔ کہ ایک واقعہ کے متعلق میری اور کچھ رائے ہے اور آپکی کچھ تاہم واقعات مین کوئی اختلاف نہین ہے۔ جو حملے زیب النسا کی زندگی پر بعض کج فہمون نے مذہبی کاوش کی وجہ سے کئے اُنکا جواب بہت زیادہ دیا جا چکا ہے جنکے اعادہ کی ہم ضرورت نہین سمجھتے۔

زیب النسا کے حالات زیادہ تر ناول یا فسانون کے پیرائے مین لکھے گئے ہین جنمین ایشیائی مذاق کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے کہ صبح و شام کی مناظر نمائی ایسی تالیفات کا جزو خاص ہے لیکن ہمنے جو طرز اختیار کی ہے وہ اِس رنگ سے خالی ہے ہم ایشیائی مذاق کے حامی ہین لیکن مناظر نمائی سے صفحات پُر ہی کرنا معیوب سمجھتے ہین اِس لئے اِس سوانح عمری مین جو حالات آپ کو ملینگے وہ بے کم و کاست ہونگے جنمین مبالغہ کو دخل نہین۔

واقعات کا تسلسل بہی ہمین دوسری سوانح مین بہت کم ملا۔ لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ تسلسل واقعات مین اگر ترتیب کا لحاظ رہے تو مناسب اور یہ بات آپ کو صرف اسی کتاب مین ملیگی۔ زیب النسا کی فکر سخن کے متعلق اکثر مباحث اسمین ملینگے۔ لیکن پوری غزلون کی نقل سے اراداتاً چشم پوشی کی گئی ہے۔ جو لوگ کلام مرحومہ کے شایق ہون وہ دیوان سے اپنا شوق پورا کر سکتے ہین۔ تاہم امتثال امر کیلئے مرحومہ کی شاعری اور نمونہ کلام کا اتنا مسالہ اسمین موجود ہے کہ ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے غالباً کافی ہوگا ہم نے اُن تمام واقعات سے قطع نظر کرنا اولی سمجہا ہے جنمین مورخین کا باہمی اختلاف ہے، اور تمام واقعات درج کر دیئے ہین جنکی اصلیت مین کوئی جہگڑا نہین ہے آخر مین ہم اتنا اور عرض کرنا چاہتے ہین کہ باوجود کوشش و تحقیق بہی اگر کوئی لغزش رہگئی ہو تو ناظرین کریم النفس اُسے بشریت پر محمول فرمائین گے۔

تسطیر حالات و واقعات کا ذریعۂ خاص فی زمانہ صرف کتب مروجہ ہین۔ ورنہ زیب النسا کو نہ ہمنے دیکہا ہے نہ آپنے۔ ہان تحقیق حالات مین عقل و رکوشش نے جہانتک مدد کی ہے وہانتک ہم کہہ سکتے ہین کہ اس تالیف مین جمعیت کا کوئی پہلو انداز نہین کیا گیا ہے اور موجودہ سوانح سے اسے ہر طرح مرجح بنانے کی کوشش کیگئی ہے۔ واللہ المستعان علی ما تصفون

ابو العلا سیماب صدیقی نوارقی اکبر آبادی	آگرہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

سوانح عمری زیب النسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ شہرۂ آفاق خاتون ماہ شوال سنہ ۱۰۴۸ھ مین دل رس بانو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اسکے پیدا ہونے سے محلات شاہی مین جشن ہونے لگے۔ زر و جواہر کے چشمے اُبل پڑے۔ مساکین اور غربا کو خیرات کی گئی۔ قلعہ معلیٰ مین شادیانے بجنے لگے اور ہر طرف مسرت و انبساط کی بارش ہونے لگی جیسا کہ آجکل انگریزون مین دستور ہے کہ بچہ کو حقیقی ماں دودھ نہین پلاتی کہ دودھ پلانے سے قواے جسمانی مین ضعف محسوس ہونے لگتا ہے اسی طرح زمانۂ شاہی مین بھی وہی دستور تھا۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق خدمت رضاعت سیابائی کے سپرد کی گئی اور بیسیون پاکیزہ اور سلیقہ شعار لڑکیاں بھی بطور خادم مقرر کی گئین۔ میابائی نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھین۔ ان کا معمول تھا کہ صبح اوٹھکر مطالعۂ قرآن مجید کرتین تو زیب النسا کو پاس بٹھا تین زیب النسا

نہایت خاموشی اور متانت سے سُنا کرتی۔ میا بائی صوم وصلوٰۃ کی نہایت پابند تہین
اور ورد و وظائف سے بہی دلچسپی رکہتی تھین غرضکہ رضاعی خدمت کے علاوہ
زیب النسا کی روحانی خدمت بہی میا بائی کے ذریعہ سے باحسن الوجوہ ہوسکی
زیب النسا بیگم نے پانچوین برس مین قدم رکہا تو حافظ مریم ایک عفیفہ اونکی
تعلیم قرآنی کیلئے مقرر کیگئین یہ خاتون سردار عنایت اللہ خان کی والدہ تہین
جوکہ ایک معزز عہدہ پر دربار شہنشاہ اورنگ زیب مین مامور تھے۔
حافظ مریم نے محنت کرکے زیب النسا کو دو برس اور تین مہینے مین قرآن شریف
ختم کرادیا اور سات آٹھ سال کی عمر مین حافظ بنادیا۔ گو حافظ مریم کی محنت اور حُسن
درس کا ہمین قائل ہونا پڑتا ہے تاہم زیب النسا کی قابلیت و ذہانت کی
تعریف کئے بغیر بہی ہم نہین رہ سکتے۔ کہ بچہ اگر ذہین نہو تو اوستاد کی تعلیم کیسی ہی
محنت و تراکیب کیساتھ کیون نہ ہو کوئی اچہا اثر نہین ڈالسکتی۔ بہرحال زیب النسا
نے اس کم عمری مین قرآن شریف کو حفظ کرلیا تو اورنگ زیب کو بیحد خوشی
ہوئی۔ تمام افواج کی دعوت کی گئی۔ انعامات اور خلعتین تقسیم ہوئین اور تیس ہزار
اشرفیان حافظ مریم کو خزانہ شاہی مین سے عطا ہوئین۔
زیب النسا کو اتنا ہونہار اور تیز طبع دیکھکر بادشاہ نے چند معلمون کو مزید تعلیم کیلئے
مقرر کردیا جنہین سب عالم اور فاضل تھے۔ ان سب مین زیادہ باریاب اور
مقرب ملّا سعید اشرف ماژندرانی تھے۔ جو ملّا سعید تقی مجلسی کے نواسے تھے۔

ایران سے جب ہندوستان مین آئے تو زیب النسا کی تعلیم کیلئے مقرر کر دیگئے
علاوہ معلّم ہونے کے آپ صفات شاعری سے متصف تھے۔ لیکن تذکرون
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ مریم کے بعد ہی آپ ماموزنہین ہوگئے تھے
بلکہ ایک عرصہ تک مختلف معلمین و معلمات کی تعلیم سے زیب النسا مستفید
ہوتی رہین اور اوسکے بعد مُلّا اشرف مقرر کئے گئے۔ ۱۲ سال کی عمر مین زیب النسا
زیور تعلیم سے بوجہ اکمل آراستہ ہوچکین۔ ۲۱ سال کی عمر مین زیب النسا
کی جوانی شباب پر تھی لیکن سلسلۂ تعلیم جاری رہا۔ اِس سے معلوم ہوتا
ہے کہ زمانۂ شاہی مین لڑکیان اور لڑکون کی تعلیم کیطرف بہت زیادہ
توجہ کیجاتی تھی اور لڑکیون کا اُستاد کے سامنے آجانا معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔
زیب النسا نے ملا صاحب موصوف سے فارسی و عربی کتب کے علاوہ علم فقہ
علم حدیث اور علم ہیئت وغیرہ دوسرے علم حاصل کئے۔ علم ہئیت کی طرف
شاہزادی کا رجحان طبع نسبتاً زیادہ تھا اور وہ اکثر اپنی بوڑھی اُستانیون کو
محوِ حیرت کر دیا کرتی تھی۔ وہ سیدھی سادھی بیبیان جو اِس علم سے واقف
نہ تھین جب زیب النسا کا تجربہ علم ہئیت مین دیکھتین تو دنگ رہجاتی تھین
وہ اجرام فلکی کی ماہیت و تشریح پر ایسی مدلّل گفتگو کرتی تھی کہ عورتین تعجب سے
اوسکا چہرہ دیکھنے لگتی تھین۔ اگر علمائے ایران اسکی نوشت و خواند کی تہذیب
و ترصیع کیلئے مقرر نہ کئے جاتے تو محض نسوانی تعلیم اسکی واقفیت مین چار چاند

لگانے سے معذور رہتی - ملا اشرف چونکہ خود شاعر تھے اور ملکہ زیب النسا کو
فطرتاً شاعری سے دلچسپی تھی اسلئے بعد تکمیل ادب عربی زیب النسا کی طبیعت
شاعری کیطرف بھی خود بخود رجوع ہوگئی - عربی مین اسسے یہانتک انہماک تہا
کہ پہلی نظم جو اوسنے لکھی عربی مین تہی یہ ایک قصیدہ تھا جو خدا کی حمد مین
لکھا گیا تھا - اتفاق کی بات کہ اوسی زمانہ مین مکۃ معظمہ سے ایک عرب حاضر دربار
شاہی تھا - وہ قصیدہ اُسکے پاس بہیجا گیا - یہ عرب ایک ہمتین ادیب تہا -
نجدی النژاد ہونیکے علاوہ عربی اسکی مادری زبان تھی اور علم و فضل مین اسکو
کافی دستگاہ حاصل تہی - جب یہ قصیدہ اُسکے سامنے پیش ہوا تو اوسنے اوسپر یہ
ریمارک دیا کہ لاجواب ہونے مین شک نہین - اسکا مصنف کوئی ہندی نژاد ہی لیکن نہایت
ذہین طباع ہے گو محاورات اور نشست الفاظ مین کہین کہین لغزش ہوگئی ہی تاہم
یہ قصیدہ اپنے مصنف کے علمی و ادبی مذاق کا ثبوت دیتا ہے گو یہ ریمارک کچھ برا نہ تہا تاہم
زیب النسا نے عربی شاعری کو سلام کرلیا اور سمجھ لیا کہ جسکی جو زبان ہے اوسمین وہ سرسبز
و کامیاب ہوسکتا ہے اور یہ سمجھکر اوسنے اپنی تمام شاعرانہ قوت اپنی مادری زبان
کیطرف منعطف کردی جسکا یہ نتیجہ اوسکو خاطر خواہ ملا - اور وہ کامیاب ہوئی -
عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کو شاعری سے بالطبع نفرت تہی - نہ وہ شعر کہنا پسند
کرتا تہا اور نہ سنتا تہا - اوسکے دربار مین کوئی شاعر بھی نہ تہا اور جو شاعر پہلے دربار
شاہی مین ممتاز تے وہ بہی اس کس مپرسی سے گہبرا کر رخصت ہو چکے تہے جو باقی

اونکی شاعری پر مصلحت کا پردہ پڑا ہوتا تھا - اس لیئے گو زیب النسا ۱۳ ارہ۱۴ برس
کی عمر سے شعر کہنے لگی تھی لیکن باپ کے خوف سے ہمیشہ بند بند رہتی تھی -
جو کہتی ایک بیاض پر لکھہ لیتی - اور بیاض کو چھپا لیتی کہ کہین بادشاہ کی نظر نہ
پڑ جاے - ایکدن مُلا اشرف نے اُسکو دیکھہ لیا تو پوچھا کہ شاہزادی کیا یہ سب
اشعار تمہارے ہین - جواب ملا کہ ہان کبھی کبھی کچھہ کہہ لیتی ہون - شفیق اُستاد نے
فرمایا کہ سبحان اللہ تم تو خوب کہہ لیتی ہو - اگر کوئی ہرج نہ ہو تو مجھے دکھا دیا کرو
اس حوصلہ افزائی نے زیب النسا کا دل اور زیادہ بڑہا دیا اور وہ آب سے
اپنا کلام مُلا اشرف کو بغرض اصلاح دکھانے لگی -

زیب النسا کے مذاق شاعری نے شاعری کے قالب مردہ مین گویا از سر نو
جان ڈالدی - جو شاعر موجود تھے وہ بھی کھل کھیلے اور خواہش کرنے لگے کہ
کسیطرح ہمارا کلام شہزادی کی نظر سے گذر جائے اور ہمین شرف قبولیت عطا ہو -
اب تو شاعران موجودۃ الوقت کا دستور ہو گیا کہ اونہین اگر کوئی درخواست
بھی کرنی ہوتی تو وہ نظم ہی مین کرتے کہ نظم مین نثر سے زیادہ اثر قبولیت ہے چنانچہ
جب مُلا اشرف کو یاد وطن نے گدگدایا تو یہ اشعار کہکر شہزادی کی خدمت مین پیش کیئے

یک بار از وطن نتوان برگرفت دل
در غربتم اگرچہ فزون است اعتبار

پیشش تو قرب و بُعد تغافل نمی کند
گو خدمت حضور نہ باشد مرا شعار

نسبت چو باطنی است چہ دہلی چہ اصفہان
دل پیش تست من چہ کابل چہ قندہار

اسیطرح نعمت خان عالی جو زمانہ زیب النسا میں ایک بلند پایہ شاعر تھا ایک مرتبہ تہی دستی سے تنگ آگیا اور ایک مرصع کلغی جو دستار یا ٹوپی لگائی جاتی ہے بغرض فروخت زیب النسا کے پاس بھیجی لیکن ایک عرصہ گذر گیا اور شہزادی کی طرف سے کچھ جواب نہ آیا آخر بعد انتظار مزید نعمت خان عالی نے یہ رباعی لکھکر شہزادی کی خدمت میں بھیجی

اے بندگیت سعادت اختر من   در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خریدنیست بس گو در من   ور نیست خریدنی بزن بر سر من

کلغی کیلئے "بزن بر سر من" کا فقرہ سنکر زیب النسا پھڑک گئی اور فوراً پانچہزار روپیہ نعمت خان عالی کو بھجوا دیئے۔

ایسا ہی ایک تذکرہ مجمع الغرائب میں بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی خواص سے شہزادی نے اپنی بیاض منگوائی وہ جب دیوان خانہ سے لیکر چلی تو حوض کے کنارے سنگ مرمر کے فرش پر پاؤں پھسل گیا اور بیاض حوض میں جا پڑی خواص شہزادی کے عتاب سے ڈرتی ہوئی ملا اشرف کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا سنا دیا۔ ملا صاحب نے یہ اشعار بند کرکے اور خواص سے کہا کہ اگر تم زبانی اظہار ماجرا سے ڈرتی ہو تو یہ نظم شہزادی کو دیدینا وہ تمسے پھر کچھ نہ کہینگی وہ اشعار یہ تھے

اے ادائے فہم کیشت نامداران عصر را   شستن مجموعۂ اندیشہ با آب افتادہ است
در حریم افلاطون یاد داشت سرخوش بود   ہمچو مجذوبے کہ در فکر شراب افتادہ است
آہ کا بیگر زبے آدابی باد صبا   از گل رشتہ تو تو نماک نقابی با آب افتادہ است

آب حسرت در دہان اختران گردیدہ است — آتش غیرت بجان آفتاب افتادہ است
ذہن صافت تا علم گردید در دانشوری — طبع افلاطون ز رشک در قعر آب افتادہ است
عرض حالے ہست در خاطر کہ در اظہار آن — بند بندم موج سان در اضطراب افتادہ است
آن بیاض خاصۂ شاہی کہ در اطراف آن — جائے افشان نقطہ ہائے انتخاب افتادہ است
آن مرصع خوان گہر ریزی کہ در اطراف آن — دُرِ الفاظش بسے با آب و تاب افتادہ است
دوش از دست ارادت فہم خام در دہن — چون بیاض سینۂ ماہی در آب افتادہ است
از ہمین از یاد معدن رفت در آبدار — گوہر غلطان ہم از چشم سحاب افتادہ است
بحر شعر آبدارش تازہ طوفان کردہ است — کشتیش در چار موج اضطراب افتادہ است
گوئیا از سر بدر رفت است آب جدولش — کین چنان گلزارش خراب افتادہ است
آہ زین غم در دل پیر و جوان پیچیدہ است — لرزہ زین ہیبت بجان شیخ و شاب افتادہ است
بسکہ می بندد ہر ایک بر گلوے دیگرے — گر بیاضش گرد نشو نما تا بہ افتادہ است
من چہ گویم کان چو مژگان خود بخود برگشت بخت — در تپ این غم چنان از خود خراب افتادہ است
زان زمان باز از پریشان حالی و آشفتگی — ہمچو زلف خویشتن در پیچ و تاب افتادہ است
زات رنگ آتشین چون شمع صبح از عارضش — ہمچو نبض موج اندر اضطراب افتادہ است
فیض بخشا زود تر پروانۂ بخشائیشے — کاتش دردے چو شمع از التہاب افتادہ است
ورنہ خواہی دید یکدم اختر افلاک را — از ہجوم گریہ اش یکسر خراب افتادہ است

اِس قطعہ کو سُنکر زیب النسا نے اوس کا قصور معاف کر دیا۔ وقس علیٰ ہذا

غرضکہ زمانہ زیب النسا مین شاعرون کی نہ سہی شاعری کی قدر ضرور ہوگئی
تہی اور بہت سے شعراء کا قصور محض قصائد سے معاف کر دیا جاتا تہا محل شاہی
مین اورنگ زیب نے آزادی کو قدم بہی نہ رکہنے دیا تہا۔ بیگمونکو اوس محل کو اجازت
نہ تہی کہ وہ عام کتب کا مطالعہ کرین لیکن زیب النسا کو ہر طرح کی آزادی تہی۔
دیوان حافظ بہی اوسی آزادی سے دیکہہ لیتی تہی اور کوئی اوسکا مزاحم نہ تہا اکثر
علمی مباحث مین شہزادی بادشاہ سے گفتگو ہوتی تہی اور شہزادی کے عالمانہ
اور عاقلانہ جوابات بادشاہ کو متحیر کردیتے تھے۔ وہ اسقدر عقلمند تھی کہ اوسکا کہنا
اورنگ زیب سب سے زیادہ مانتا تھا۔ زیب النسا مذہباً سُنّی مسلمان تہی
اورنگ زیب کے زمانہ عہد مین شیعہ اور سنیون مین جو اختلافات ہوئے اونکا اعادہ
تحصیل حاصل ہے لیکن یہ کہنا خلاف موقع نہ ہوگا کہ شیعون اور سنیون جہگڑا
جس نے اوس زمانہ مین فیصل کیا وہ صرف زیب النسا تہی۔

عالمگیر کا منجھلا بیٹا محمد معظم شیعہ تھا۔ محل مین بہت سی بیگمین سُنّی بہت سی
شیعہ تہین۔ ارکان سلطنت مین سے بہی بعض شیعہ تھے بعض سُنّی لیکن
چونکہ عالمگیر خود پکا سُنّی تھا اسلئے شیعون کا سنیون پر کچہہ اثر نہ تھا۔ محمد معظم بہی
دبا دبا رہتا اور جب اختلاف فرق کا موقع آتا تو اپنی حکمت عملی سے اوسکو بالکل
ٹال دیتا۔ آخرالامر اس جہگڑے کو ٹہکانے لگانے کیلئے شہزادی زیب النسا
منتخب کیگئین شہزادی نے ایسا نادر فیصلہ کیا کہ سب نے بلا اختلاف مان لیا اور

شیعہ سنی ہو گئے۔ ایران مین اوسکے فیصلہ کی نقلین بھیجی گئین وہان سے شیعہ علمائے تردیدین لکھکر بھیجین لیکن زیب النسا کا فیصلہ قطعی اور اٹل تھا اِس لیئے کوئی اون تردیدون کو نہ مانا اور فیصلہ بحالہ قایم رہا۔ اِس بات نے بھی عالمگیر کے دل پر بہت بڑا گہرا اثر ڈالا اور وہ زیب النسا کی قابلیت کا اور بھی زیادہ معترف ہوگیا۔ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ مین زیادہ کر دیئے اور نوازشات سے سرفراز فرمایا۔ زیب النسا ایک بہت بڑی ریفارمر تھی۔ اوسنے اکثر مراسم نسوانی کا انسداد کر دیا۔ طرز معاشرت مین جو نازیبا اور غیر موزون باتین تھین اون سب کو مٹا دیا۔ انگیا کرتی بھی اسکی ایجاد ہے۔

ایک لاڈلی اور چہیتی بیٹی جس پر باپ اپنی جان نثار کرتا تھا حوادث سے محفوظ نہ رہی اورنگ زیب کے دام سیاست مین گرفتار ہوکر رہی۔ چنانچہ جب ۱۰۹۱ھ مین راجپوتون سے لڑائی ہوئی تو اورنگ زیب نے شہزادہ اکبر کو مقابلہ کیلیئے بھیجا شہزادہ جو وہ پوہونچا مگر راجپوتون نے اوسے فریب دیکر ملا لیا اور باپ سے منحرف کر دیا۔ یہان تک کہ اکبر شاہی لشکر کے مقابلہ پر بھی آمادہ ہوگیا۔ اِس اثنار مین شہزادی زیب النسا سے برابر خط وکتابت جاری رہی۔ گو خط و کتابت معمولی تھی اور دو حقیقی بھائی بہنون مین تھی تاہم اورنگ زیب کے پر پیچ دور حکومت مین اُنکی اچھی طرح باز پرس کی گئی۔ حکام وقت نے خطوط پر حاشیے چڑہائے۔ زیب النسا پر عتاب شاہی نازل ہوا۔ چار لاکھ زر

سالانہ جو اسکو ملا کرتے تھے بند ہو گئے۔ سامان و اسباب ضبط کر لیے گئے

اور شہزادی قلعہ سلیم گڈھ مین نظر بند کردی گئی۔ میعاد نظر بندی ایک سال سے

زیادہ تھی اس لئے کہ سنہ ۱۰۹۲ھ مین جب حمید بانو بیگم والدہ روح اللہ خان

نے انتقال کیا۔ تو زیب النسا رسم تعزیت ادا کرنے گئی تھی اور اسی سن مین

شہزادہ کام بخش کی شادی بھی ہوئی تھی اور تمام رسوم شادی زیب النسا کے

محل مین ادا ہوئی تھین۔ بحالت نظر بندی جو اشعار زیب النسا نے کہے

تھے وہ یہ ہین۔

دردا کہ ز قید ستم آزاد نہ گشتم — یک لحظہ ز غم ہائے جہان شاد نہ گشتم

گرچہ پا زنجیر مخفی ز دوتہ دیوار غم — شکر اللہ کز جفائے ہمگنان آسودہ ام

دل من اسیر مخفی بہ بلائے ہجر تاکے — کہ بجز ہوائے وصلت گنہ دگر ندارم

مخفی امید رہائی تا بروز حشر نیست — خاک غربت ہر کرا در عہد دامنگیر شد

تا مرا زنجیر در پائے دل دیوانہ شد — دوست شد دشمن ہر آشنا بیگانہ شد

وضع و شکل

شہزادی زیب النسا دراز قد متوسط القدم جسم نازک اور سڈول آفتابی چہرہ

صبیح الغدار خوش چشم دراز مو چھوٹے دانت والی، نازک اندام و شیرین لب تھی

اوسکے دونون رخسارون پر دو سیاہ تل تھے۔ جو اسکے حسن مین چار چاند لگائے

ہوئے تھے۔ شہزادی نہایت سادگی پسند تھی اوسکا لباس سفید تھا

کوئی نہین کہہ سکتا کہ اوسنے اپنی عمر مین کبھی ریشمی اور رنگین لباس پہنا ہو

اوسے اسقدر سادگی پسند تھی کہ اوسکے دانت اور اوسکی آنکھین مسی اور سرمہ سے
بھی آشنا نہ تھے حالانکہ وہ شہنشاہ اورنگ زیب کی بیٹی اور چہیتی دختر تھی
زیورون مین صرف موتیون کی مالا پہنا کرتی تھی لیکن آجکل کی عورتون کیطرح
زیورمین لدنا پسند نہ کرتی تھی - اوسکی خواصین اور ہمجولیان نہایت باتکلف
لباس سے آراستہ و پیراستہ ہوتی تھین اور وہ اونکو دیکھکر خوش ہوتی تھی
لیکن کبھی اپنی تقلید کے لئے مجبور نہ کرتی - وہ کانون مین صرف جڑاو کرن پھول
پہنتی تھی - اور ہاتھ پاؤن مین سونا چاندی اوسے بھلا معلوم نہ ہوتا تھا یہ ہم
پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ زیب النسا سنی مسلمان تھی - گو محلات شاہی اور دربار
مین شیعیت کا رنگ بہت گہرا چڑھا ہوا تھا تاہم اوسکی آزاد طبعی نے جس
مذہب کیطرف رخ کیا اوسیطرف جھک گئی - ایک آدھ مرتبہ مجلس عزا کا منعقد کرانا
اوسکے سنی ہونے کو غلط ثابت نہین کرسکتا - وہ شاہ میان میر صاحب
ایک سنی المذہب درویش صفا کیش کی مریدنی ہوگئی تھی - ان شاہ صاحب کا مزار
چھاونی لاہور مین رائج ہے اور اوس مقام کو ابتک میان میری کہتے ہین
گو زیب النسا سادگی پسند اور سادہ مزاج تھی تاہم تنگ مزاج اور مردہ دل نہ تھی
نفاست کی وہ بیحد دلدادہ تھی - اسکا دربار نہایت باتکلف اور عظیم الشان ہوتا
تھا - اوسکا مطبخ کثیر السامان تھا سردار عنایت اللہ خان داروغہ مطبخ تھے اوسکی
طبیعت ایجاد و اختراع کو بہت پسند کرتی تھی چنانچہ اوسنے اقسام عمدہ

ایک ابرک کا خیمہ بنایا تھا۔ جو نہایت وسیع اور خوشنما تھا۔ نعمت خان عالی نے اوسکا قطعہ تاریخ کہکر پیش کیا تھا جو حسب ذیل ہے

زان خرگاہ طاقش چشم بدور | کہ شد از جلوہ اشس نور علی نور
تعالی اللہ چہ روشن بارگاہے | کدورت را درین جا نیست راہے
ز نورش گشت خیرہ چشم کوکب | مکینہ خانہ زاد شس ماہ نخشب
فروغش گر چنین دارد جہان تاب | کسے شب را نہ خواہد دید در خواب
چو عاجز گشت نطقم از ثنایش | شدم جویائے تاریخ بنایش
پے تاریخ آن گفتہ زمانہ | بر و زنگ دلم۔ آئینہ خانہ

زیب النسا نہایت خلیق، ملنسار، سلیم الطبع اور منکسر مزاج تھی۔ اُسے کسی نے چین بجبین نہ دیکھا۔ غصہ اوسکی جبین ناز کو پُرپیچ کرنے سے معذور رہتا تھا کشمیر مین ایک چشمہ بہی شہزادی نے بنوایا تھا اور وہان کچہ باغ لگوادئے تھے۔ زیب النسا نہایت علم دوست اور عالم پرور شہزادی تہی اسنے بڑے بڑے علما و فضلا کو جمع کرکے صیغۂ تصنیف و تالیف کہول رکہا تہا اس صیغہ سے بیشتر کتب تالیف و تصنیف ہوکر نکلتی تہین۔ تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ بہی اسیکے زمانہ مین ہوا۔ شہزادی نے زیب المنشآت نامی ایک کتاب فن انشا پردازی مین خود بہی لکہی۔ ایک کتب خانہ بہی اسکے عہد مین کہولا گیا تھا جس مین قیمتی کتب کا ذخیرہ موجود تھا۔ ایک دیوان بزبان فارسی شہزادی کی تصنیف سے ہے

جو اُب بہی دستیاب ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے مخفی کسبی کا دیوان بتاتے ہین جو محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کسبی تہی۔ اس لڑکی کے ماں باپ فرنگستان سے آکر سورت مین آباد ہو گئے تھے۔ لباس اسکا بہی مغربی طرز کا تھا اسکے والدین سامان تجارت لیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُسنے اپنے حسن و جمال کی وجہ سے چاہا کہ مین محمد شاہ کے محلون مین داخل ہو جاؤن محمد شاہ تو رنگیلے تھے ہی اسکی صباحت آفرین صورت اور مست آنکھین دیکھکر قابو سے باہر ہو گئے اور اسے اپنا دلربا بنا لیا اور حرم مین داخل کر لیا۔ اسکی نقاب پوشی نے اسکا نام مخفی رکھوا دیا۔ چند ہی روز مین اسے زبان فارسی مین کافی مہارت ہو گئی۔ کچہہ شعر بہی کہنے لگی۔ اکثر ساقی گری کیا کرتی تھی بعض کہتے ہین کہ دیوان ایک ایرانی شاعر معرف بہ رشتی کا ہے۔ چنانچہ دیوان مخفی جو مطبع نولکشور لکھنو مین چھپا ہے اُسکے آخر کی عبارت سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن اور اگر حقیقت مین غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دیوان مروجہ اوسی زیب النسا مخفی کا ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب کی لاڈلی بیٹی تہی اور جسکے معنی خیز لطائف سے بیشتر صحائف لبریز و مملو ہین اس زمانہ مین ایرانی شعرا اچہی تعداد مین دہلی آچکے تھے اشعر و شاعری کا بازار گرم رہتا تھا۔ پہر اسکی استعداد علمی کچہہ کم نہ تہی بڑے بڑے ادبا سے تعلیم حاصل کی تہی اور استفادہ حاصل کیا تھا طبیعت مین مشق سخن کی لہرین موجزن

تکھین۔ ذہانت و فطنت طبعت اور واقفیت مین خداداد حصہ پایا تھا۔
رہی شوخی، نفاست اور نازک خیالی تو یہ عورتون کا فطری حصہ ہے۔ پس
کیا معنی ایک ایسی شاعرہ اور لائقہ کے متعلق یہ غلط فہمی روا رکھی ہے۔
زیب النسا کے واقعات زندگی لکھتے وقت بڑا ظلم ہوگا اگر ہم اوسکے وہ
لطائف نہ لکھین گے جو فرداً فرداً خود ہی اوسکے علم کی شرح اور لیاقت
کی تفسیر ہین۔ اِن کے پڑہنے سے اور ان پر غور کرنے سے صاف
واضح ہوتا ہے کہ زیب النسا کوئی معمولی استعداد عورت نہ تہی بلکہ فطرت نے
ہمہ دانی یا بذلہ سنجی اور شوخی و نازک خیالی کوٹ کوٹ کر بہر دی تہی۔ ان شاعرانہ
نکات و لطائف مین جو خوبصورتی سے انتظام الفاظ کیا گیا ہے اور محل کا
خیال رکھا گیا ہے وہ شہزادی زیب النسا کا حصہ تہا۔

ایک دن کوئی بازی گر دربار شاہی مین اپنے کہیل دکہا رہا تہا۔ درباری
موجود تھے۔ پردہ کی آڑ مین محل کی بیگمین بھی مصروف تماشا تہین جب
بازی گر اپنے کرتب دکہا چکا تو اوسکی حسین بیوی بہی اپنے ہنر دکہانے کو
میدان مین آئی۔ یہ عورت ایک بانس پر چڑہکر قلا بازیان کہانے لگی۔
حاضرین بہت ہی خوش ہوئے۔ حاضرین مین سے کسی نے اوسیوقت یہ مطلع پڑہا

این لعبت بو العجب چہ ہاہے پیداست
یا تازہ گلے بر سر شاخ رعناست

شہزادی زیب النسا نے جو پس چلمن بیٹھی تھی ایک شعر اسکے جواب مین لکھکر فوراً کسی کنیز کے ہاتھہ باہر بھجوادیا جسے دیکھکر سب شاعر آفرین و مرحبا کہنے لگے وہ شعر یہ تھا ؎

نے نے غلط است کآفتاب محشر　　　برنیزہ برآمد و قیامت برپاست

خیال کیجئے جو عورت اپنے مطالب کو حسن استعارہ اور خوبی تشبیہ سے اس درجہ آراستہ بناکر ظاہر کرسکے کیا اوس کے شاعر ہونے مین کلام ہوسکتا ہے

ایک مرتبہ دہلی مین مشاعرہ ہوا جسکی طرح یہ تھی "درابلق کسے کم دیدہ موجود" اس پر شہزادی صاحبہ نے مصرع لگایا ع

مگر اشک بتان سرمہ آلود

نقل ہے کہ۔ ایک دن موسم بہار مین زیب النسا مصروف سیر چمن تھی صبح کا سہانا وقت تھا جب چشمہ آب کے کنارہ پہونچی تو اس منظر کی مجموعی حالت نے اسے اور بھی زیادہ مست بیخود بنادیا اور اسکی زبان سے بیساختہ نکل گیا ؎

چہار چیز زدل بردکدام چہار
شراب و سبزہ و آب روان و روئے نگار

اتفاق کی بات کہ اورنگ زیب بھی اودھر آنکلے۔ پوچھا کہ بیٹی کیا شعر پڑہ رہی ہو۔ عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ مین یہ پڑہ رہی تھی ؎

چہار چیز دل غم بردکدام چہار　　　نماز و روزہ و تسبیح و توبہ استغفار

بادشاہ یہ سُنکر خوش ہو گئے۔

ناصر علی سرہندی، مرزا محمد علی صائب، ملا طاہر غنی، عاقل خان رازی، بہروز، نعمت خان عالی وغیرہ خوش گو اور نکتہ سنج شعرا شہزادی زیب النسا کے معاصرین مین سے تھے۔ ناصر علی اور عاقل خان سے اکثر چھیڑ چھاڑ بھی ہوتی رہتی تھی۔ ناصر علی علی تخلص کرتے تھے شاعری انکی موروثی تھی، مزاج مین ذرا خود پسندی داخل نہ تھی ہو کے مسرور رہنا منظور تھا لیکن امرا کی خوشامد پسند نہ تھی۔ اُمرا تمنا مین کرتے تھے کہ ناصر علی کسیطرح ہمارے پاس آئین اور ہم اونکے کلام سے لطف اوٹھائین۔ نواب ذوالفقار خان کیخدمت مین گو مرزا محمد علی صائب موجود تھے پھر بھی وہ ناصر علی سرہندی کے بہت زیادہ مشتاق رہتے تھے ایک بار برہمن تخلص کسی شاعر سے کہا کہ اگر ناصر علی کو کسیطرح ہمارے پاس لے آؤ تو بڑی بات ہے۔ جناب برہمن وعدہ کر کے ناصر علی کے گھر آئے دیکھا کہ ایک بے نیا اور بے پروا شخص ہے جسکی باتون سے خوشامد کی بو بھی نہین آتی کہنے لگے کہ مین نے آپکے کلام کی بڑی تعریف سُنی ہے۔ کچھ سُنائیے۔ ناصر علی نے سنایا۔ بعد دعوت طعام برہمن اپنے مطلب پر آگئے اور نواب ذوالفقار خان کے پاس لے چلنے پر اصرار کیا۔ یہ کہنے لگے کہ مین درویش منش فقیر دوست شخص ہون مجھے ایسے امرا سے کیا کام ہے۔ لیکن جب برہمن صاحب نے ایسے آڑے ہاتھون لیا کہ ناصر علی برہمن کے ہمراہ نواب صاحب

کے دربار مین چلنے کو آمادہ ہوگئے۔ چلے اور پہونچے پہونچے تو نواب صاحب
بہت خوش ہوئے۔ تکلف کیساتھ بٹھایا۔ بیٹھے ہی تھے کہ گھر مین سے
لڑکی کے انتقال کی خبر آگئی اور نواب صاحب کو ناگہان اندر جانا پڑا۔ وہ اندر گئے
یہ موقع کو غنیمت سمجھکر وہان سے نو دو ہو گئے۔ نواب صاحب ناصر علی
کی تنک مزاجی سے واقف تھے فوراً جناب برہمن کو دوڑایا کہ جائین اور
اونہین مناکر لائین وہ کہین برخاستہ خاطر نہ ہوجائین۔ حضرت برہمن
دوڑے دیکھا تو واقعی میر صاحب چین بجبین ہین اور نواب صاحب کی
ہجو لکھی جارہی ہے۔ جناب برہمن ہی سے چلتے پرزے تھے کہنے لگے چہ خوب
علی و ہجو ذوالفقار۔ ناصر علی کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہنے لگے کہ بھائی جو
مانگو سو پاؤ لیکن میری حیثیت دیکھکر مانگنا۔ برہمن نے کہا کہ مجھے کچھ درکار نہین
صرف یہ چاہتا ہون کہ آپ اس ہجو کو مدح سے بدل دین اور نواب صاحب
کے پاس پھر تشریف لے چلین۔ میر صاحب وعدہ کرچکے تھے مجبور ہوئے
ایک مدحیہ قطعہ نواب صاحب کی شان مین کہہ دوبارہ جا پہونچے نواب
صاحب قطعہ کو سُنکر نہایت درجہ شاد ہوئے اور ناصر علی کو انعام واکرام سے
سرفراز فرمایا۔ قطعہ مدحیہ یہ ہے

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
دشمن کش جہانی بیک دست پر دری	فتح و ظفر ز بخت تو ہستند در قطار

تسخیر دوستان الٰہی نمود — اے بہار خلق تو بر بوئے گل سوار
مرغ دلم بہ نیم نگہہ صید کردہ — اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
ترسم کہ ور زبوئے فرقت جنون شود — آن دل کہ بردہ زبر من بمن سپار
ناصر علی تراز تو خواہد مراد بس
اے بر فیض بر ہمہ عالم گہر بار

یہ وہی ناصر علی تھے جنکے کلام اور خودداری کی خبر زیب النسا کے کانون تک بھی پہونچی - اہل کمال کی عزت اوسکے دلمین بہت زیادہ تھی لیکن ملنا کیونکر گوارا کرتی - ناصر علی خود بھی چاہتے تھے کہ اگر زیب النسا تک کسی طرح میری رسائی ہوجائے تو قسمت جاگ اوٹھے باب تقدیر سے سخن کا رونا نہ رہے اتفاقاً ایک روز ناصر علی زیر قلعہ ہوکر گذر رہے تھے اور زیب النسا محل خانہ پر لباس سرخ صرف خرام تھی کہ انکی نظر جا پڑی چلا کر یہ تابانہ کہنے لگے

سرخ پوشے بہ لب بام نظر مے آید — نہ بزور و نہ بزاری نہ بزر مے آید

زیب النسا نے دیکھا، تو پہچانا کہ ہو نہ ہو ناصر علی سرہندی یہی ہے اسکی جواب مین ایک شعر لکھکر بھجوا دیا وہ یہ ہے

ناصر علی بنام علیؓ بردہ پناہ — ورنہ بذوالفقار علیؓ سر بریدہ است

عاقل خان رازی کے متعلق ایک بہت بڑا فسانہ اکثر تاریخون مین نظر گذرا ہے - گو بالاستیعاب نگاہ تنقید ڈالنے سے اوسمین کوئی پہلوئے صداقت

نظر نہین آتا تاہم "نقل کفر کفر نباشد" پر عمل کر کے ہم اوسے بجنسہ لکھے دیتے ہین - یہ غلط ہے کہ یہ واقعہ صرف چند انگریز مورخین نے ہی لکھا ہے بلکہ اکثر فارسی تذکرون مین بھی دیکھا گیا ہے - اسکے متعلق ہم اپنی رائے کو سردست محفوظ رکھتے ہین -

عاقل خان رازی لاہور مین بعہدہ ناظم مامور تھا - گو شاعری مین اسے کمال حاصل تھا لیکن دہلی لاہور سے قریب نہ تھی، مشاعرون کی خبرین اسکے کانون مین آتین اور یہ تڑپ تڑپ کر رہ جاتا - سوا اتفاق سے ۱۰۷۱ھ مین اورنگ زیب کی طبیعت کچھ علیل ہوگئی اطبا نے رائے دی کہ کچھ دنکے لئے حضور لاہور تشریف لے جائین - چنانچہ شاہی خیمے جانب لاہور روانہ ہوگئے اور بادشاہ نے بھی ایک مختصر رسالہ کی معیت مین لاہور کوچ فرمایا جب یہان کی آب وہوا راس آئی تو میعاد قیام کو بادشاہ نے اور بڑہا دیا اور شاہی بیگمات کو بھی یہین بلالیا - جنکے ہمراہ دہلی سے زیب النسا بھی آئین زیب النسا کے لاہور مین پہونچتے ہی شعر و شاعری کا بازار گرم ہوگیا -

عاقل خان کے باغ امید مین گویا بہار آگئی - زیب النسا لاہور آئی تو شعر و سخن کے چرچے کو اپنے ہمراہ لائی - مشاعرے ہونے لگے - شعرا داد سخن لینے دینے لگے عاقل خان رازی ان دنون بعہدۂ گورنر لاہور مین متقرر تھا خوش ہوگیا اور چاہا کہ کسیطرح دربار زیب النسا تک رسائی ہوجائے تو گوہر مقصود

ہاتھہ آئے - عاقل خان ایک وجیہ الشمائل اور حسین شخص تھا زیب النساء کی
حالات سے واقف تھی - لاہور مین پہونچکر دونون طرف اشتیاق دیدار پیدا ہوگیا -
زیب النسا ایک متشرع اور سخت گیر باپ کی بیٹی تھی - پردہ کی پابند قواعد
وضوابط کی نگاہدار وہ بہت چاہتی تھی کہ عاقل خان کے کلام سے حظ اٹھائی
لیکن اوسے اوسکا کوئی موقع نہین ملتا تھا - شہنشاہ اورنگ زیب کی طبیعت
چو اصلاح پذیر ہوتی جاتی تھی اس لئے مدتِ قیام کو بھی وسیع کر دیا گیا - اِس
وسعت کی خبر پاکر شہزادی زیب النسا نے ایک باغ کی بنیاد ڈلوادی
اسکے کچھہ منہدم سے نشانات ابتک پرانی انارکلی کے آگے باقی ہین -
اس تعمیر کی وجہ سے شہزادی اکثر اسی باغ مین رہتی تھی - خواصین ہمرکاب
اور سہیلیان ہم جلیس رہتی تھین - عاقل خان کو جو خبر ہوئی تو تدبیرین سوچنے
لگے کہ کسیطرح حاضر ہوکر اپنی صورت اور طبیعت کا کمال دکھاؤن جب کچھہ
بس نہ چلا اور کوئی تدبیر اچھی نظر نہ آئی تو مجبوراً اپنا ذاتی لباس علیحدہ کرکے
مزدورونکے پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور جسم پر خاک مٹی ملکر زیب النسا کے
سامنے جا ہی پہونچے - شہزادی شطرنج کھیل رہی تھی - کہ یکایک اسکی نگاہ اسکی
نظر سے چار ہوئی - نگاہون نے پیام محبت دیا - عاقل خان تیر نظر کا شکار
ہوکر بیتاب ہوگیا اور بیساختہ کہنے لگا ؎

من در طلبت گرد جہان میگردم

زیب النسا صورت سے عاقل خان کو پہچان گئی اور فوراً اوسی نیچی گردن اور شرمیلی ادا سے جواب دیا کہ ؎

گر باد شوی بر سر زلفم نہ رسی

اور یہ کہکر بدستور کھیلنے لگی۔ عاقل خان یہ جواب پاکر کچہہ شرمندہ سے ہوے اور نظر بچا کر وہان سے کھسک آئے شدہ شدہ عاقل خان اور زیب النسا مین نامہ و پیام بہی ہونے لگے اور آگاہان راز کے حلقون مین قسم قسم کی چہ میگوسیان شروع ہو گئین۔ ایک خواص جو آشنائے راز بہی زیب النسا سے کسی بات پر بگڑ گئی اور شہنشاہ اورنگ زیب سے جا ملی اور زیب النسا عاقل خان کے تمام حالات من و عن کہہ سنائے۔ بادشاہ بہی کون اورنگ زیب مارے غصہ کے لال ہو گیا۔ چہرہ غیظ و غضب مین تمتمانے لگا۔ دہلی تو پہنچ ہی چکا تہا اور زیب النسا محض تعمیر باغ کی وجہ سے ہنوز لاہور مین مقیم تہی فوراً حکم دیا کہ زیب النسا فوراً دہلی چلی آئے۔ حکم کی دیر تہی زیب النسا دو روز مین دہلی جا پہنچی۔ چونکہ اورنگ ایک سلیم الطبع اور متین المزاج بادشاہ تہا اوسنے بجائے اسکے کہ زیب النسا کو سزا دیکر اس معاملہ کی تشہیر کرے ایکدن زیب النسا کو علیحدہ بلا کر دریافت کیا کہ اب تمہاری شادی کرنا چاہتا ہون تم اگر اس بارہ مین کچہہ کہنا چاہتی ہو تو کہو۔ زیب النسا نہایت ادب کے ساتہہ سر جہکا کر شرما کر بولی کہ جہان پناہ خاکسارہ کو عدول حکمی کسیطرح گوارا نہین جیسا

حضور کی مرضی ہو کرین۔ لیکن چونکہ مجھے پہلے سے ہر معاملہ مین حضور نے کافی آزادی دیدی ہے اسلئے میری تمنا یہ ہے کہ اگر میری ایک رائے پسند خاطر ہو تو عرض کرون اورنگ زیب بولا کہ ہان تمہین اظہار مطلب کی آزادی ہے تم اپنی رائے نہایت آزادی کیساتھ دیسکتی ہو۔ زیب النسا اوسی متانت اور حجاب آلود لہجہ کیساتھ کہا کہ حضور میری شادی کی متعلق اعلان عام کردین اور اُمرا و شہزادگان مشتاق کی تصاویر معہ درخواست منگلوالین تو بہت مناسب و موزون ہو۔ اعلان مین اسکی تشریح کردیجائے کہ یہ تصاویر شہزادی زیب النسا خود دیکھین گی۔ شہنشاہ نے اِس مشورہ کو بلاتردید مان لیا اور ایک اعلان عام کردیا اور دور دراز اسکی کا بیان بھیجا دیا یہ اعلان ایران و توران غرضکہ سب جگہ پہونچا تو بھلا عاقل خان کو اسکی خبر کیونکر نہوتی خبر ہوئی اور یہ حضرت سمجھے کہ یہ سب چالین ہمارے ہی لئے کی گئین ہین فوراً ایک درخواست معہ تصویر دہلی بھیجدی اور بھی ہزارون تصویرین پہونچین لیکن شہزادی نے اوسی ایک تصویر کو منتخب کیا شہنشاہ کو بلا تامل یہ انتخاب بھی پسند آگیا اور عاقل خان کے نام یہ فرمان بھیجا گیا کہ چونکہ شہزادی زیب النسا نے اپنے لئے تمہین منتخب کیا ہے اسلئے تمہین لکھا جاتا ہے کہ تم فوراً دہلی روانہ ہو جاؤ اور اِس تزویج کو اپنے لئے باعث فخر و مسرت سمجھو۔ اندہا کیا چاہے دو آنکھین عاقل خان اِس خبر کو سنکر جامہ مین پھولے

نہ سمائے اور فوراً ہی سفر کا سامان کر دیا۔ لیکن تقدیر کی سازش سے بے خبر تھے کہ وہ الگ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے۔ جب اکثر امرا و وزرا کو معلوم کہ عاقل خان کی تصویر و درخواست زیب النسا نے قبول کر لی ہے تو وہ در پردہ عاقل خان کے دشمن ہو گئے اور سوچنے لگے کہ کسیطرح یہ نسبت نہ ہونے پائے تو بہتر ہے اسی تدبیر او رخیال کی تکمیل کیلئے اونھون نے فوراً عاقل خان کو ایک خط لکھا کہ میان تم استنے بڑے عقلمند ہو کر بادشاہ کے فریب مین آ گئے یہان شادی وغیرہ کچھہ بھی نہین ہے یہ سب تمھاری بربادی کے سامان ہین جسے تم شادی متصور کر رہے ہو۔ تمھارے پوشیدہ مراسم کی خبر ہو گئی ہی اس لئے جہانتک ممکن ہو دہلی سے دور رہو اور یہان آنے کا قصد ہرگز نکرو عاقل خان کے پاس جب ایسے متواتر خطوط پہونچے تو عقل گم ہو گئی سٹی بھول گئی اور ایسے گھبرائے کہ فوراً ہی شادی کیلئے استعفا لکھہ بھیجا اور اوس کیساتھہ ہی اپنی ملازمت کو بھی استعفا دیدیا اور لکھہ دیا کہ

نہین ہوتی بندہ سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

جب عاقل خان نے صاف جواب دیدیا تو زیب النسا کے دلپر ایک خاص قسم کا صدمہ پہونچا اور اوسنے عہد کر لیا کہ اب مین کسی سے شادی نکرونگی لیکن محض عاقل خان کے جواب صاف دینے سے آیندہ شادی کے متعلق انکار

کردینا خلاف مصلحت تھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ مین شہزادہ فرخ کی درخواست
و تصویر بھی ایران سے آئی اور شہنشاہ نے بغرض انتخاب سے زیب النسا
کے پاس بھیجدیا شہزادی نے اِس خیال سے کہ کہین عاقل خان کی
محبت کا راز فاش نہ ہوجائے تصویر و درخواست دیکھکر کہلا بھیجا کہ مین
انکی عادات و سکنات کا معائنہ بچشم خود کرنا چاہتی ہون۔ اگر انہین یہان بلا لیا جائے
تو بہتر ہو یہان سے درخواست پر یہی الفاظ ثبت کردیئے گئے۔ شہزادہ فرخ
تزک و احتشام سے دہلی پہونچے شاہی مراسم استقبال ادا کئے گئے اور
زیب النسا کے محل کے ایک گوشہ مین اُتارے گئے شاہی مہمان نوازی
اور دعوت کا انتظام کیا گیا۔ جب شاہی دعوت سے فراغت پائی تو زیب النسا
نے دعوت کی۔ دعوت نہایت تزک و احتشام سے کی گئی۔ باتکلف مختلف
الاقسام کے کھانے پکائے گئے۔ پھولون کی مکلف سیجین بچھائی گئین۔ اور
جس ہال مین دعوت کا انتظام تھا اوسکو عطر و بخور اور طرح طرح معطر و معنبر اشیا سے
مہکا دیا گیا تھا اور قیمتی الوان زیب ایوان تھے۔ غرضکہ انتظام دعوت نہایت شاندار
اور اپنی نوعیت مین یگانہ روزگار تھا۔

بعد مغرب شہزادہ فرخ تشریف لائے۔ شہزادہ ایک نہایت دبدبہ اور شوکت کا
آدمی تھا۔ صورت نہایت خوش رنگ اور چمکدار تھی۔ آنکھین گو کسیقدر چھوٹی
اور بھوری تھین تاہم اون مین ایک خاص شوخی تھی پیشانی نہایت کشادہ تھی

جسپر برابر تین تل تھے - پوشاک امیرانہ تھی - جواہرات سے تمام پیکر تصویر زرین بنا ہوا تھا - عمر اسکی تیس سال سے زیادہ نہ تھی - غرضکہ یہ شہزادہ اپنی ہزارون اُمیدین دل مین دبائے ہوئے عالم تمنا مین جھومتا مسند پر آبیٹھا - زیبا لیش مکان نے انکھین کھولدین - امتحان وضع کا خیال باربار دلکو گدگدتا تھا - مسند سے ذرا دور چلمن کی آڑ مین زیب النسا رونق افروز تھی - اور شہزادہ کی ذرا ذرا سی بات کو بچشم خود دیکھہ رہی تھی سپہلے تو پر تکلف دسترخوان مین شہزادے کے سامنے کھانے چُنے گئے - جنکی خوشبو سے دماغ نافہ آہو بن گیا - سینکڑون قسم کے کھانے بیسیون قسم کے پلاو - زردے، قورما، مچھلیان، دوپیازہ وغیرہ مہمان کے سامنے لاکر رکھے گئے اور شہزادہ نے ہاتھ بڑہایا - کچھہ کھایا پیا کہ مذاق کی سوجھی اور زبانِ فرخ سے نکلا کہ "سنبوسہ بیبن بدہ" یہ فقرہ ذومعنی تھا جس سے ایک مطلب تو یہ تھا کہ شہزادہ نے سنبوسہ (سموسہ) طلب کیا تھا لیکن دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ سنبوسہ بے سن یعنی بغیر سن کا سنبوسہ مانگا گیا تھا اور سنبوسہ مین سے اگر لفظ سن نکال ڈال لیے تو بوسہ رہ گیا - اس سے در پردہ فرخ نے ایک نہایت بیہودہ سوال کیا - لیکن وہ یہ نہ سمجھا تھا کہ یہان ایسے معمولی فقیرون کی دال نہین گلتی اور مخاطب مین متکلم سے زیادہ مادہ بذلہ سنجی موجود ہے اوسکی زبان سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا کہ زیب النسا نے پردہ کی آڑ سے فوراً جواب دیا - "سنبج" اور طلب "جواب مین بھی وہ ہی دو پہلو نکلتے ہین

ایک مذاقی دوسرا جوابی۔ جب فرخ کی عادات واقوال کے متعلق زیب النساکی خیالات کا اس فقرہ سے بدل گئے تو وہ اوٹھہ بیٹھی اور اندر چلی گئی شہزادہ فرخ اس جواب سے اسقدر دل برداشتہ ہوا کہ کچھہ کہا یا کچھہ نہ کہا یا اور شرمندہ ہوکر جلد تر رخصت حاصل کرکے واپس ایران چلا گیا۔

اسی شہزادہ فرخ نے یہ مطلع لکھکر زیب النسار کے پاس بھیجا تھا۔

ترا اے مہ جبین بے پردہ دیدن آرزو دارم
جمالت ہائے حسنت را رسیدن آرزو دارم

اسکا جواب شہزادی زیب النسا نے یہ لکھکر واپس بھیجدیا۔

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا
بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

فرخ کی مایوسی کے بعد زیب النسا نے سلسلۂ انتخاب کو بھی مسدود کردیا اور شادی سے کچھہ متنفر سی ہوگئی بعض ہم جلیس سہیلیان اکثر اثنائے گفتگو مین شہزادی کو ٹٹولا کرتی تہین لیکن وہ یہ کہکر اونکو ٹال دیتی تہی کہ دنیا ہیچ ہے یہانکی خوشیان فانی ہین دو دن کیلئے دنیا کے لذائذ مین گرفتار ہوکر ابدی اور لازوال خوشی کو جو حفظ نفس سے حاصل ہوتی ہے کیون برباد کردون۔

غرضکہ پھر زیب النسا نے شادی تمام عمر نہ کی۔ اسکی نسبت ایکمرتبہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ سے ہی ہوئی تہی اور زیب النسا کو کچھہ اس سے بہی نسبت سی ہوگئی تہی لیکن شہزادہ پوٹیکل

پیچیدگیون مین کچھ ایسا پہنسا کہ زیب النسا کا دل ارادہ عقد سے بالکل ہی پہر گیا اور پہر کبہی اگر شہنشاہ کیطرف سے عقد کے متعلق سلسلہ جنبانی ہوئی تو اوسنے صاف انکار کر دیا۔

جب شادیکی افواہین اور سلسلہ انتخاب وغیرہ سب کا انسداد ہو گیا اور معاملات یکسو ہو گئے تو عاقل خان کی محبت کی چنگاری جو اوسکے دلمین دبی ہوئی تہی پھر چمکنے لگی۔ نوکری سے تو استعفا ہی دیدیا تھا لیکن لاہور مین جی نہ لگا اور وہان سے دہلی چلے آئے جب عاقل خان کے دہلی آنیکی خبر شہزادی نے سنی تو ایک خط اونکے نام بہیجا اور اوسمین لکہا کہ۔

شنیدم ترکِ خدمت کرد عاقل خان بنادانی

عاقل خان نے رقعہ کی اور دوسری باتون کا جواب دینے کے بعد اس مصرع کا جواب اسطرح دیا کہ۔

چرا کارے کُند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مختصر یہ ہے کہ عاقل خان چھپ چھپا کر محلون مین بہی جانے لگے اور پوشیدہ طور پر راز و نیاز کی باتین ہوتی رہین۔ دوست دشمنون نے لگانی بجہانی شروع کی گو صاف الفاظ مین یہ نہ کہہ سکے کہ عاقل خان اور زیب النسا مین دربردہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے مگر ضرور لکہدیا کہ عاقل خان جب مستعفی ہو چکا تو پھر محلون مین اسکا آنا جانا کیا معنی رکہتا ہے اورنگ زیب ایک بلیغ النظر بادشاہ تھا کچھ دن تک

تو لوگون کی یہ باتین سُنتا رہا جب صبر نہ ہو سکا تو خود تحقیق معاملات کیطرف
رجوع ہوا - ایک آدہ خواص کو بُلا کر بعد تہدید حکم دیا کہ اب جسوقت عاقل خان
قلعہ مین موجود ہو فوراً ہمین اطلاع دو اتفاق سے ایک روز جبکہ عاقل خان
زیب النسا کے باغ مین آیا تو اوسی خواص نے جہان پناہ کو خبر پہونچا دی
فوجون نے فوراً باغ کا محاصرہ کر لیا اور نگ زیب بنفس نفیس موقع پر آپہونچا
زیب النسا نے اپنے باپ کو آتے ہوئے دیکہا تو زمین پانون کے نیچے سے نکل گئی
عاقل خان کو ایک دیگ مین بٹہا کر فوراً اوسکو بند کر دیا اور نگ زیب نے ہر جگہہ
عاقل خان کو ڈہونڈا مگر پتہ نہ لگا اتفاق سے وہ دیگ نظر پڑ گئی زیب النسا
وہین موجود تھی دریافت کیا کہ اسمین کیا ہے شہزادی نے کہا کہ نہانے کیلئے
پانی بہروا دیا ہے - بادشاہ بولے پہر یہ گرم کب ہوگا اور یہ کہکر خواصون کو حکم
دیا کہ دیگ کے نیچے فوراً آگ روشن کر دو - جہان پناہ کے حکم سے سرتابی کرنیکی
کس مین مجال تہی سو دیگ دیگدان پر چڑہا دی گئی اور آگ بہڑکا دی گئی -
شہزادی نے جب دیکہا کہ اب یہ نامراد دنیا سے سفر کر جائیگا اپنی آبرو بچانے
کیلئے دیگ کے پاس جا کر کہنے لگی کہ

دم باش مثالِ کلہ بارے

یعنی بکری کی سری کیطرح دم ہو جاؤ - کہ باوجود زبان رکہنے کی بہی اوس سے
وقت بجُت دُبر آواز نہین آتی - عاقل خان کو زیب النسا کی پوری محبت تہی

جلکر دم ہوگیا لیکن اُف نہ کی ۔ اورنگ زیب نے بھی جبتک نہ سمجھ لیا کہ اب عاقل خان بالکل مرچکا ہوگا وہان سے قدم آگے نہ بڑہایا کہتے ہین کہ اس دیگ کیطرف ایک خواص نے اشارہ کردیا تھا کہتے ہین کہ آخری وقت مین عاقل خان نے یہ مطلع کہا تھا ؎

بعد مُردن زجفاے تو اگر یاد کُنم تُو

از کفن دست برون آرم و فریاد کنم تُو

یہ واقعات اکثر تواریخ مین دیکھے گئے ہین لیکن نقادانِ فن نے اِن پر جو تنقید کی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کا زیادہ حصہ محض لغو اور افترا آگین ہے ۔ اورنگ زیب کی سیاست کا حال سب کو معلوم ہے پھر ایک ایسا زبردست اور سخت گیر بادشاہ اپنی حقیقی لڑکی کے ایسے حیا سوز واقعہ سے مطلع ہوجائے اور عاقل خان کو سزا بھی دیدے لیکن زیب النسا سے قطعاً بازپُرس نہ کرے ۔ یہ بات ہرگز سمجھ مین نہین آسکتی اور نہ آنے کے قابل ہے اِس لئے اِن واقعات کی تصدیق مین ہمین شبہ ہے ۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو ۔ زیب النسا کے کریکٹر پر ایسا بدنما دھبہ لگانا صرف مغربی مورخین کا کام ہے جو ان باتون کو سُن سُنکر حق الیقین کے درجہ تک پہونچا دیتے ہین اور پھر نہایت بیباک اور آزادی کے ساتھ اون پر ریمارکس پاس کرنیکی جرائت کرتے ہین ۔

زیب النسا کی شاعری پر ریویو کرنا نہایت مشکل ہے۔ عورتون مین ایسی ادا فہمی نایاب کیا عنقا ہے۔ اوسکے کلام مین جو نمکینی اور شوخی فطرت نے عطا کی تہی وہ اوسے معاصرین مین چمکانیکے لئے کافی تہی گو اوس زمانہ مین ایران و اصفہان کے بہت سے ماہران فن دہلی مین موجود تہے لیکن اوسکے دماغ و ذہن سے کسی کی طبیعت ٹکر نہین کہا سکتی تہی وہ جو کچہہ کہتی تہی سمجھکر کہتی تہی اور اوسکا کلام عیوب و متروکات سے بالکل صاف اور شستہ ہوتا تہا۔

چونکہ قدرت نے اوسے عورت بنایا تہا اسلئے شوخی اور لطافت اوسکے کلام مین مردون سے زیادہ نمودار رہتی تھی۔ بڑے بڑے ماہران فن اوسکے کلام کو بالاستیعاب دیکہتے تھے اور دنگ رہ جاتے تہے۔ ہم چاہتے ہین کہ چند زمینون مین معاصرین کے کلام سے زیب النسا کے کلام کا موازنہ ومقابلہ کرین تاکہ ناظرین کو مقابلتاً دونون کا حسن کلام معلوم ہو سکے۔

خواجہ حافظ اور زیب النسا

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا   حافظ   دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

غم میکند فزونی اے دوستان خدارا   مخفی   شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا

سرکش مشو کہ چون شمع از غیرت بسوزد   حافظ   دلبر کہ در کف او موم است سنگ خارا

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت مخفی تا چند باشدت دل در سینہ سنگ خارا

کشتی شکستہ گانیم اے باد شرطہ برخیز حافظ باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی مخفی مشکل کہ باز بینیم آن یار آشنا را

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند حافظ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

حاصل نہ شد چو گاہے کامی ز تیر تدبیر مخفی تدبیر را گزارم گردن نہم قضا را

در حلقہ گل و مل خوش خواند دوش بلبل حافظ ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارا

بگذشت موسم گل شد نالہائے بلبل مخفی تا کے شراب مستی یا ایہا السکارا

آئینہ سکندر جام جم است بنگر حافظ تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

اے خسرو زمانہ بکشا دو چشم بنگر مخفی در نامہ سکندر احوال ملک دارا

کلام مخفی کی خوبیان ناظرین کلام سے مخفی نہین ہے لیکن کسی غزل کو دیکھکر اسپر غزل لکھنا کوئی بڑی بات نہین ہے بعض مصرعون مین تو صرف ایک لفظ مخفی کا ہے باقی سارا مصرع جناب حافظ کا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر نمبر ۵ و ۶ لیکن بعض صورتون مین جس قافیہ کو حافظ صاحب نے باندھا ہے اُسیکو نہایت خوبصورتی اور حسن کے ساتھ مخفی نے نظم کیا ہے جو حافظ صاحب کے شعر سے بہتر اور حسین معلوم ہوتا ہے مثلاً تیسرا اور چوتھا شعر۔ غرضکہ اس غزل مین گو نہ موازنہ طبیعت نہ ہوسکا تاہم بعض مقامات کلام سے زیب النسا کی خوش ذہنی کا ثبوت ضرور ہوگیا۔ اسی طرح حافظ صاحب اور مخفی ایک دوسری غزل پیش

خوش تر ز عیش و صحبتِ باغ و بہار چیست حافظ ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

باغ و بہار و آب روان این خمار چیست مخفی دلبر بکام و بادہ بکف انتظار چیست

حافظ صاحب کا پہلا مصرع نہایت صاف اور پاکیزہ ہے لیکن مصرعہ ثانی

مین "گو سبب انتظار چیست" پر از زوائد ہے اور اسی قافیہ کو بغیر زوائد مخفی

نے اپنے دوسرے مصرعہ مین دکھایا ہے۔ صرف "انتظار چیست" نظم کر لینا

قادر الکلامی کی بین دلیل ہے۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار حافظ کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

فرصت شمر غنیمت و دادِ نشاط دہ مخفی حیران این خیال ز انجام کار چیست

مخفی کے مصرع اولی مین حاصل فرصت کو "داد نشاط" بغیر کرنا بڑی اچھی بات

ہے جو حافظ صاحب کے قلم سے رہ گئی۔

پیوند عمر بستہ بموست ہوش دار حافظ غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

ممکن چو نیست دیدن آئینہ مراد مخفی چندین شکایت از ستم روزگار چیست

حافظ صاحب نے اپنے شعر مین استعارات کو سمجھایا ہے اور مخفی نے سادگی

سے وہی کام نکالا ہے۔ یہ ذرا مشکل ہے۔

سہو و خطائے بندہ گرت نیست اختیار حافظ معنی عفو و رحمتِ پروردگار چیست

مخفی بقدر طاعتِ ما گر عطا کنند مخفی در روز حشر رحمتِ پروردگار چیست

حافظ صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ اگر بندہ کی سہو و خطا کے عفو کا اختیار نہین ہے

تو رحمت پروردگار کے اور کیا معنی ہین۔ لیکن مخفی کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمین حشر کے دن ہماری طاعت و بندگی کا معاوضہ ملا تو پھر رحمت پروردگار کس کام کی ہے۔ رحمت کے معنی تو یہ ہین کہ بندہ طاعت کرے یا نکرے لیکن اوسپر عنایات و مراعات کی بارش ضرور ہو۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مقامات پر مخفی اظہار مطلب مین حافظ صاحب سے ذرا دور نکل گئی ہے۔ جسے معراج کلام سمجھئے۔

خیر یہ غزلین ایسی تہین جو زیب النسا نے حافظ صاحب کی غزلین دیکھنے کے بعد لکھی تہین۔ اب اون معاصرین کے کلام سے موازنہ کرنا باقی ہے جو عہد مخفی مین اپنے کلام کے کمال کیوجہ سے مشہور ہو چکے تھے انمین سے صائب، ناصر علی اور غنی زیادہ تر مشہور ہین اور ہم انہین کے کلام سے مخفی کا موازنہ و مقابلہ کرنا چاہتے ہین۔ یہ غزلین یا تو کسی مشاعرہ کیطرح پر لکھی گئی ہین یا بجائے خود علیحدہ۔ لیکن اسمین یہ شبہہ نہین ہوسکتا کہ مخفی نے کسی غزل کو سامنے رکھکر غزل کہی ہوگی۔

موازنہ کلام مخفی و صائب

عشقِ عالم سوز را با کفر و ایمان کار نیست *صائب* گردنِ ما و رکمندِ سبحہ و زنار نیست

بت پرستانیم با اسلام ما را کار نیست *مخفی* غیر تار زلف ما را رشتہ زنار نیست

ہر کہ پیراہن بہ بوئے نامی *[illegible]* سبزہ [illegible] آسودہ شد *صائب* ... طعن ارباب ملامت کار نیست

پیش ازین اے عقل پرمن طعن رسوائی مزن مخفی زانکہ مستان محبت را ملامت عار نیست
برگ جاہا کہ بچیدیم تا پریشان لف نیست صائب نبض دلہا را نہ خیزد چشم تا بیمار نیست
لذت درد محبت راز بیدردان مپرس مخفی قدر زحمت را نداند ہر کہ او بیمار نیست
مخفی کا چوتھا اور پانچواں شعر جناب صائب سے صفائی اور شستگی الفاظ مین
بڑھ گیا خصوصاً چھٹا شعر جس خوبی کے ساتھ ادا کیا گیا۔ وہ مخفی کا حصہ ہے
زیب النسا کا مقطع اور ملاحظہ ہو جو اپنی صفائی کے اعتبار سے حاصل غزل ہے
مخفیا گر وصل خواہی با غم ہجران بساز کاندرین گلزار عالم یک گل بیخار نیست
انہین دونون کی دو غزلون کے اشعار کا موازنہ پھر کیا جاتا ہے جو یقیناً
خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ ان مین قوافی کا اختلاف نظر انداز کیا گیا ہے۔
نیست آسان خوان نعمتہای الوان ریختن صائب بر گریزان مکافات است دندان ریختن
کار معشوقان نمک بر زخم پنہان ریختن مخفی کار عاشق خون خود بر پائے جانان ریختن
سالہا گل در گریبان ریختی خون بہار صائب مدتے ہم اشک می باید بدامان ریختن
گر بناہم داغ عشقت بر جگر معذور دار مخفی باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن
آن قدر موج حلاوت لذ دہان او کہ مو صائب می تواند قند ہا از شیرہ جان ریختن
صحبت بیگانہ می دارم بتو اے آشنا مخفی کا بر دو شوار باشد پیش خویشان ریختن
نقد جان صائب چرا از تیغ او دارم دریغ صائب از مروت دور باشد غم مہمان ریختن
دیدۂ خود برکشا مخفی مگر تا کے توان مخفی نقد عمر خویش را ہر سو پریشان ریختن

اِن دونون غزلون مین دونون مصنفین کے اشعار باعتبار مطلب و معانی جداگانہ ہین مخفی کی نازک خیالیان اوسکے اشعار سے صاف طور پر نمایان ہین اور مخفی اپنے انداز کلام مین ہر جگہہ ممتاز معلوم ہوتی ہے - اِن غزلونمین توارد کو بہی گنجایش نہین ملی ہے اور سب کے مضامین اچھوتے اور جداگانہ ہین مخفی کے مقطع کا مصرع ثانی خصوصیت سے قابل داد ہے " نقدِ عمر خویش را ہر سو پریشان ریختن " ہر شخص نہین کہہ سکتا - اسیطرح چھٹے شعر مین مخفی نے اپنے ذہن رسا کی جولانیان دکہائی ہین جنکا لطف ناظرین خود اوٹھا سکتے ہین

موازنہ کلام مخفی و غنی

میروم از اشتیاق نغمہ آن حیران سوے دوست	غنی	از نماز م نیست مطلب غیر سجدے جوے دوست
در سجود ایم بمحراب خم ابروے دوست	مخفی	آہ خوش باشد کہ بنیم بار دیگر روے دوست
چون سیاہی می کند از گوشہ ابروے دوست	غنی	ماہ نتواند ز روے خجالت شہد سپید
دیدہ دل را کند روشن نسیم کوے دوست	مخفی	دیدۂ یعقوب گر روشن شود نبود عجب
ما بہ حسنِ دوست می بینیم حسن روے دوست	غنی	تو تیاے چشم مہ جز پرتو خورشید نیست
خردہ وصلے گر آرد قاصد از کوے دوست	مخفی	غنچہ دل بشگفد در سینہ چون گل در چمن
گرد خجلت بر رخش ہست از صفا روے دوست	غنی	چہرہ خود گرچہ مہ از چشمہ خورشید شست
پنجہ گر بگیرہ زنم چون شانہ در گیسوے دوست	مخفی	ہر نفس از رشتہ کارم کشاید صد گرہ

یک نفس منشین غنیؔ غافل ز دامن گیرش   غنی   تا نہ گردی خاک ہرگز بر نخیز از کوئے دوست

جوئے خون آرد بجائے شیر مخفیؔ کوہکن   مخفی   بشنو راز بے ستون گر شمۂ از بوئے دوست

اس زمین دونون نے خوب خوب زور طبیعت دکھایا ہے حضرت غنیؔ کی طبیعت بہت زیادہ جولان معلوم ہوتی ہے لیکن زیب النسا کا سا چلبلا پن نصیب نہین - اس موازنہ سے ایک بات اور واضح ہوئی وہ یہ کہ آج دو سو برس کے بعد یورپین فلاسفرن نے یہ معلوم کیا کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے لیکن یہ فلسفہ عالم اسلام کے دانایان فن نے دو سو برس قبل ہی اخذ کر لیا تھا - چنانچہ حضرت غنی کے آخری دو شعرون سے اسبات کا پورا ثبوت ملتا ہے کہ چاند کی روشنی ذاتی نہین ہے بلکہ آفتاب اوسکی روشنی کا سرچشمہ ہے - خیر ہمین اسوقت نظام عالم سے بحث نہین ہے اس لئے ہم اس مبحث پر کچھ زیادہ لکھنا فضول سمجھتے ہین ہمین تو زیب النسا کے کلام سے معاصرین شعرا کا کلام کا موازنہ مقصود ہے -

ایک مرتبہ مصرع طرح ہوا تھا "اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند" اس پر بعض شعرا نے مصرع تضمین کئے جو بغرض ملاحظہ بیان درج کئے جاتے ہین -

ہلال عید چون ابروئے آن دلبر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

دلم آن از قہر آن آئینہ رو در بر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چو میوہ پختہ شد بر شاخہائے تر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مسافر در سرائی کاروان اکثر نمی ماند　　نامعلی　　اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

حجاب نو عروسان در بر شوہر نمی ماند　　مخفی　　اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مریض عشق او بسیار بر بستر نمی ماند　　ایضاً　　اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ان تمام تضمینون سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ برمحل، وقیع، اور حسین تضمین مخفی کی ہے خصوصاً پہلا مصرع حجاب نو عروسان در بر شوہر نمی ماند، مستغنی از تعریف ہے۔

زیب النسا گو اعلیٰ درجہ کی شاعرہ عاقلہ اور قابلہ تھی نیز شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی چہیتی کی بیٹی تھی تاہم جیسا کہ ہم پہلے لکھہ چکے ہین اُسے تکلفات سے نفرت تہی چنانچہ خود کہتی ہے

دختر شاہم و لیکن رو بفقر آوردہ ام　　زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النسا

یہ چند قطعات بہی اُسی شہزادی کی تصنیف سے ہین جسکی لاالف آپ ملاحظہ فرما رہے ہین

خانہ بت خانہ داشت ابراہیم　　بود ابلیس را بگردون راہ

بعنایت نگر کہ آخر کار　　این لعین گشت و آن خلیل اللہ

دیگر

اے آبشار نوحہ گر از بہر کیستی　　چین بر جبین فگندہ ز اندوہ کیستی

آیا چہ درد بود کہ چون ما تمام شب　　سر را بہ سنگ می زدی و می گریستی

دیگر

واے بر شاعران نادیدہ غلطی را بہ خود پسندیدہ

سرو را قدِ یار مے گوید سرو چوبے است تا تراشیدہ

دیکھیے یہ شعر کیا اچھے ہین ۵

ہر دم آزردگی بغیر سبب را چہ علاج ما گذشتیم ز لطفِ تو غضب را چہ علاج

فرض کردم کہ بیادِ تو دلم خورسند است لیکن این دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج

آن چہ بر دل گذرد از غمِ ہجر تو مرا یک بیک شرح دہم لیک ادب را چہ علاج

میتوان عشق نہان داشت ز مردم لیکن زردیٔ رنگِ رخ و خشکیٔ لب را چہ علاج

ان اشعار مین تخیل کا اعلیٰ نمونہ دکہلایا گیا ہے اور یہ جذبات طرازی بغیر محبت کے حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ زیب النسا کے دل مین محبت کی آگ ضرور سلگ رہی تہی۔ ورنہ اُسکے قلم سے ایسے آتشناک اشعار کبہی نہین نکل سکتی تہی اشعار مندرجہ ذیل مین بہی نہایت اعلیٰ تخیل کا انتظام کیا گیا ہے جو زیب النسا کے دلی جذبات کے ترجمان ہین۔

حمد

اے بتو قایم وجودِ اصل ہر موجود ما وے بتو روشن چراغ گوہر مقصود ما

نعت

تا دین جہانگیر تو افراخت علم را بگرفت اقالیم عرب را و عجم را

عشق۔

خیال چشم جادو کردم امشب | گل مقصود را بو کردم امشب
به بزم بلبلان از شاخ تا صبح | بباغ یا ہو کردم امشب

چون وعدهٔ دیدار تو افتاد بمحشر | کارم ہمہ افتاد بفرداے قیامت
ہر روز قیامت گذرد بر دل مخفی | تا چند توان وعدہ بفرداے قیامت

پروانہ صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت | چو شمع سحر ہجر ز پا تا بہ سرم سوخت

تو گر از روے معشوقی می اندر جام خواہی کرد | جہانے را بہ عاشق پیشگی بدنام خواہی کرد
اگر آئین ناز انیست این طرزے کہ تو داری | تو کار صد مسیحا را بیک دشنام خواہی کرد

فروغ حسن گر انیست استغنا چنین باشد | باند کے فرصتے آتش بجان انس و جان افتد
فتاد آخر بہ رسوائی ز غمخم کار مستر سم | کہ آخر راز پنہان در زبان مردمان افتد

بے ثباتی۔

بصد افسوس و نومیدی ز عمر رفتہ یاد آرد | چون مخفی را نظر بر چشمہ بحر روان افتد

چند تا سف خوری بہر بقاے وجود | جام فنا نوش کن ذوق بقا ز د طلب
جانب آب حیات خضر اگر رہبر است | در پئے او راہ گیر جام بقا ز د طلب
بانگ جرس چون شنود ہم نفس کاروان | در دل تاریک شب ساز و نواز د طلب

نقادان سخن اس نمونہ کلام کے دیکھنے کے بعد اندازہ لگا سکتے ہین کہ زیب النسا نہایت اعلیٰ درجہ کی شاعرہ تھی۔ اُسکے کلام مین صفائی اور قدرت بے حد تھی

وہ اپنے کلام پر خود نازاں تھی جیسا کہ اسکے اس مصرع سے ظاہر ہوتا ہے۔

"سکّہ بر نقدِ سخن رائج ایران زدہ ام"

گو محل شاہی مین دیوان حافظ دیکھنے کی سخت ممانعت تھی لیکن زیب النسا کو خود اورنگ زیب نے اجازت دیدی تھی کہ وہ دیوان حافظ مطالعہ کر سکتی ہے دیوان حافظ دوسری کتابون سے نسبتاً زیادہ زیر مطالعہ رہا ہے۔ اس لئے زیب النسا کی اکثر غزلین حافظ شیرازی کی غزلون پر ہین۔ زیب النسا کا تخلص مخفی تھا اور یہ تخلص ایک عورت کے لئے موزون اور مناسب بھی معلوم ہوتا ہے دیوان مخفی کے بہت سے اڈیشن طبع ہو چکے ہین لہذا ضرورت نہین ہے کہ مخفی کی اور غزلین مکمل یا جزواً یہان درج کی جائین مشتاقانِ سخن اگر دیکھنا چاہین تو دیوان ملاحظہ فرمائین۔

۱۱۱۳ھ مین جب شہنشاہ اورنگ زیب فتوحات دکن مین مصروف تھے شہزادی زیب النسا کو بخار کی شکایت ہوئی دل دنیا کی سرد مہریون سے سرد ہو چکا تھا، حوادث اپنا اثر پورا کر چکے تھے۔ بے ثباتی کی تصویرین نظرون مین چھائی ہوئی تہین۔ یہ بخار نہ تھا بلکہ پیام اجل تھا جس نے زیب النسا کی جان لیکر چھوڑی آخر ۶۵ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے کلام کے سوا اور نام کے علاوہ کوئی چیز یادگار نہ چھوڑی۔ بادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو باوجود ضبط و استقلال کے صبر نہ کر سکا اور بے اختیار ہو کر آنسو نکل آئے سید امجد خان اور شیخ عطاء اللہ حافظ خان وغیرہ

کے تمام احکام جاری ہوئے کہ شہزادی مرحومہ کو ثواب پہونچانے کیلئے فاتحہ اور
خیرات کا انتظام کرین۔

معاصرین شعراء مین سے کسی نے یہ قطعہ اُسکے انتقال کے متعلق لکھا ہے

آہ زیب النسا بحکم خدا — ناگہان از نگاہ مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و جمال — ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تاریخ از خرد جستم — گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد

لیکن اِس مادہ تاریخ سے ۱۰۸۰ھ حاصل ہوتے ہین اور اگر بالفرض ک اور ہ
(کہ) کے اعداد بھی اسمین جمع کرلئے جائین تو ۱۱۰۵ھ نکلتا ہے یا تو یہ
قطعہ اور مادہ غلط ہے یا سن ترحیل مین اختلاف ہے۔

بعض تواریخ مین مادہ تاریخ "داخلی جنتی" لکھا ہے جس سے ۱۱۱۴ھ نکلتے ہین
لاہور مین زیب النسا نے جو باغ بنوایا تھا اُسکا حال ناظرین گذشتہ
صفحات پر پڑھ آئے ہین۔ چنانچہ حسب وصیت نعش وہان پہونچائی گئی
اور دفن ہوئی۔

حکیم مظفر حسین صاحب لکھتے ہین کہ شہزادی کی نعش حسب وصیت نئے کوٹ
کے قریب (جو اب نون کوٹ کہلاتا ہے) لاہور مین دفن ہوئی جس
باغ مین زیب النسا کی نعش دفن کی گئی وہ چوبرجی والے باغ کے قریب
واقع ہے اسکی چار دیواری پختہ بنوائی گئی تھی اسمین چار دروازے تھے جنمین سے

اب صرف دو موجود ہین - ایک شرق رویہ دوسرا شمال رویہ شرق رویہ صدر دروازہ ہے اسکے چارون گوشون پر چار برجیان بنی ہوئی تہین - یہ دروازہ اسقدر عظیم الشان اور بلند بنوایا گیا تھا کہ اسمین سے ہاتہی مع عماری کے بے تکلف نکل جاتا تہا تھا - مگر یہ دروازہ اسوقت بند ہے - یہ عمارت اور باغ کسی وقت مین جسقدر دلفریب اور دلکش تھے اب اسی قدر ہولناک اور مہیب ہین - اِس دروازہ کو ایک معمولی زمیندار نے اپنے قبضہ مین کر کے چند جلاہون کو اس مین آباد کر دیا ہے گو عمارت کا بہت سا حصہ مسمار ہو چکا ہے تاہم دو بُرج اسوقت تک موجود ہین - شمالی دروازہ اہل قریہ کی آمد و رفت کے لئے وقف ہے اسکے علاوہ ایک چھوٹا سا دروازہ جانب جنوب بہی موجود ہے باغ کے قریباً نصف حصہ مین اسوقت ایک موضع آباد ہے جسے نوان کوٹ کہتے ہین -

شہزادی زیب النسا کا مقبرہ اسی باغ کی غربی دیوار سے ملحق ہے - چونکہ تاریخون مین لکہا ہے کہ شہزادی کا تعویذ وسط باغ مین بنایا گیا تہا اسلئے اِس سے پایا جاتا ہے کہ گویا موضع نوان کوٹ کی آبادی بہی اِس باغ کے اندر ہے - اور اس سے اِس باغ کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - سلطنتِ مغلیہ کے آخری دور تک یہ باغ نہایت سرسبز آراستہ و پیراستہ رہا اور گو شالامار کا مقابلہ نہ کر سکا لیکن اِس سے دوسرے درجہ پر ضرور رہا -

لیکن جو حالت اِس کی آج ہے وہ ضرور توجہ کی محتاج ہے -
تواریخ مین مذکور ہے کہ اِس باغ کی روشین اور سڑکین سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی تہین - اور اس کے حوض اور شہ نشین وغیرہ سنگ مرمر کے بنائے گئے تھے - مقبرہ بھی بحالت مجموعی نہایت شاندار تھا -

مولف حیات زیب النسا تحریر فرماتے ہین کہ جب سلطنت اسلام کا پھریرا ہندوستان مین لہراچکا - اور پنجاب سکھون کے قبضہ اقتدار مین آیا تو خاص شہر لاہور مین تین حاکم مقرر ہوئے - جن مین سے ایک سردار سوبہا سنگ نے اپنے ملازم محکم دین کو یہ باغ سپرد کر دیا اور اُسنے یہین سکونت اختیار کر لی اور موضع نوان کوٹ وہان آباد کیا - باغ کی غربی دیوار کے ارد گرد مکانات بنوائے اور سنگ مرمر کے دلفریب فوارے اکھڑوا کر پھینکدیئے - سڑکون اور روشون کو غیر ضروری سمجھکر برباد کرا دیا - حوضون کو بند کر دیا اور وہ بیش قیمت پتھر جو وہان سے اوکھاڑے گئے تھے فروخت کر دیئے - خدا جانے کیا رحم آیا کہ مقبرہ چھوڑ دیا -

مقبرہ زیب النسا کی حالت موجودہ اسقدر عبرت خیز ہے کہ سننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین - کہتے ہین کہ مقبرہ کے چارون دروازے پھونس کی ٹٹون سے بند ہین اور گنبد کے اندر مرغیان پلی ہوئی ہین اور انکا

محافظ ایک کہتا ہے - افسوس صد افسوس - کوئی نہین جانتا کہ مرنے کے
بعد اوسکی قبر سے کیا سلوک کیا جائیگا اس مقبرہ مین زیب النسا ہے اور
اس مرغی خانہ مین وہ ہی شہزادی آسودہ ہے جسنے چند عرصہ پہلے دلون پر
حکومت کرنا آتی تھی - جو اورنگ زیب کی نورنگاہ، عاقل خان، شہزادہ فرخ
ناصر علی وغیرہ کی مطمح نظر اور بڑی بڑی بیگمون کی پیاری تھی - اگر یہی سلوک
کسی مغربی شاعر کی قبر کے ساتھہ ہوتا یا کسی مغربی شہنشاہ کی زوجہ کے
مزار کے ساتھہ بہی برتاو زمانہ کرتا تو غالباً گورمنٹ اسے ٹھنڈے دل سے
ہرگز نہ دیکھہ سکتی اورنگ زیب کی نورنگاہ اس حالت مین پڑی ہوئی
ہے اور اسکا کوئی پرسان حال نہین - کیا گورمنٹ چاہے تو اس مقبرہ
کی اصلاح ناممکن ہے -

وہ انجمنین، اور وہ جماعتین، جو غالب وذوق کے مزارون کی اصلاح کیلئے
متمنی ہین اگر مزار مخفی کیطرف بہی توجہ کرین تو بعید از انصاف نہ ہو -
اوسے اورنگ زیب کا لخت جگر سمجھکر اصلاح نہ کیجئے بلکہ ہندوستانکی
ایک مشہور شاعرہ ہی سمجھکر توجہ کو کام مین لائیے - اگر مقبرہ موجودہ گندگی سے
پاک کردیا جائے تو یقیناً مرحومہ کی روح کی خوشی کا باعث ہو -
زیب النسا کی چار بہنین اور بہی تہین - زینت النسا بیگم بدر النسا بیگم اور
نواب مہر النسا بیگم شاہی زمانہ مین ان کو ہمشیرہ نواب کا خطاب دیا جاتا تھا

ان چارون کے مختصر حالات جو ہمین معلوم ہوئے وہ یہان درج کئے جاتے ہین۔ نواب زینت النسا بیگم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوئی۔ علاوہ حسن وجمال کے نہایت سنجیدہ اور متین شہزادی تھی۔ اسکی شادی اورنگ شاہ والئی ترکستان سے ہوئی تھی۔ اس نے ۱۱۳۳ھ ماہ دسمبر مین انتقال کیا۔

دوسری بہن بدر النسا بیگم ۱۰۵۷ھ مین تولد ہوئی۔ یہ ذرا شوخ مزاج اور تیز طبیعت خاتون تھی لیکن والدین اسکو بہت عزیز رکھتے تھے اسنے اپنی جوانی سے پہل نہ پایا اور عین عالم شباب مین فوت ہوگئی تیسری زبدۃ النسا بیگم ۲۶۔ رمضان ۱۰۶۱ھ مین پیدا ہوئی شاہ جہان کی تحریک سے ایک بوڑہی معلمہ اسکی تعلیم کے لئے مقرر ہوئی۔ یہ لڑکی ترکی اور عربی زبان مین کافی دستگاہ رکھتی تھی۔ جب سن بلوغ کو پہونچی تو شاہجہان نے اورنگ زیب سے درخواست کی کہ اسکی شادی پسر خورد دارا شکوہ سے کرنی چاہیے۔ اورنگ زیب بوجہ اس رشتہ کو پسند نہ کرتا تھا لیکن جہان پناہ کا اصرار اسکو مجبور کئے ہوئے تھا اسلئے مجبوراً شاہجہان کے لکھنے کے موافق شادی ہوگئی۔ یہ لڑکی بھی عین عالم شباب مین دارفانی سے رخصت ہوگئی۔

چوتھی بہن نواب مہر النسا بیگم تھی ۳۔ صفر ۱۰۷۱ھ مین پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی میدان تصوف مین بھی قدم رکھتی تھی اور زیب النسا سے اسکی اکثر

نوک جھوک ہوتی رہتی تھی۔ اسکے بطن سے بعد شادی تین بچے بھی پیدا ہوئے اسکا ترجیل معلوم نہین۔

یہ پانچون بہنین دلرس بانو کے بطن سے پیدا ہوئی تھین۔ جو شاہ نواز خان صفوی کی دختر نیک اختر تھین شاہ نواز خان ایک ایرانی نژاد سردار تھا اسکا پہلا نام بدیع الزمان تھا۔ شاہ نواز خان عہد جہانگیر سے ممتاز عہدون پر مامور ہا جہانگیر کے بعد عہد شاہجہانی مین بھی اس نمکخوار سلطنت نے بہت سے کام انجام دیئے جنکی وجہ سے اسکا وقار حشم سلطنت مین بڑہتا گیا شاہ نواز خان کا خاندان ایران مین خاص وقعت رکھتا تھا اور دلرس بانو بیگم نہایت جمیل و شریف لڑکی تھی اس سے شاہجہان نے بھی مناسب سمجھا کہ عالمگیر کا عقد اُس سے کر کے شاہ نواز خان کو شاہی سلسلہ مین منسلک کر لیا جاوے۔ چنانچہ ۱۰۴۷ھ مین شاہزادہ عالمگیر کی شادی دلرس بانو بیگم سے ہوئی۔ طالب کلیم نے جو اُس زمانہ کے مشہور شاعرون مین تھے یہ مصرع تاریخ لکھا۔

دو گوہر بہ یک عقد دوران کشید

غرضکہ زیب النسا نجیب الطرفین تھی اور نجیب الطرفین ہونیکی وجہ سے اوسکی شرافت و متانت نے عالمگیر شہرت حاصل کر لی تھی۔

اب ہم چاہتے ہین کہ خاندان مغلیہ کی "لائف اوف حرم" پر ایک تنقیدی

نگاہ ڈالین اور دکھائین کہ اُس زمانہ مین شاہی خاندان کی طرز معاشرت کیا
تھی اور انگریز مورخین نے جو اُنکے کرکٹیرون پر خراب ریمارکس پاس کئے
ہین وہ کہان تک صحیح ہین۔ سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شاہی
خاندان مین لڑکیون کی شادی نہین کی جاتی تھین۔ لیکن زیب النسا
کی بہنون کے حالات سننے کے بعد کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہ رواج
اس زمانہ رہا ہوگا گو زیب النسا نے عالم تجرد مین اپنی زندگی بسر کی لیکن
بالعموم خواتین مغلیہ پر الزام لگانا محض افترا پردازی پر مبنی ہے اور یورپین
مورخین کی غلط بیانی کی دلیل کافی۔ زیب النسا نے عالم تجرد مین زندگی
کے دن کاٹے تو اسکی وجہ خاص تھی۔ ایک تو پولٹیکل پیچیدگیون نے
اُسکے دلکو خالی از مسرت کر دیا تھا اور سیاسی اُلجھنین اُسکے جذبات تعیش کو
اُکسانے سے معذور تھین دوسری بات یہ ہے کہ وہ علم و فضل مین اپنی
معاصر عورتون اور بیگمون سے بہت زیادہ فایق و لایق تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ
اگر اسکی شادی ہو تو کسی ایسے جوان رعنا سے ہو جو شکل و شمائل مین احسن صورت
اور حسن سیرت مین غرضکہ ہر طرح اسکا ہمسر ہو۔ اُسے محض اپنے نفس کی
خواہشات مجبور نہ کر سکین کہ وہ بے دیکھے بھالے شہزادہ یا امیر کا پیام
قبول کر لے۔ اُسے اپنا کوئی ہمسر نہ ملا اور اسی لئے اُسنے اپنی
شادی نہ کرلی۔ گو اُسکی شادی نہ ہوئی اور وہ دنیا کے لذائذ سے غیر متعلق تھی

تاہم اُسکے دامن عصمت پر کسی قسم کا دھبہ نہ لگا۔ کسی خاتون کے حسن و
جمال کا شہرہ عام سنکر اگر کوئی ارادۂ عقد یا حسرتِ تعلق کا اظہار کرے تو
اس حالت مین وہ خاتون سب بے قصور و بے گناہ ہے۔ پس عاقل خان کا
قصہ تہوڑی دیر کیلئے صحیح بہی مان لیا جائے تو بہی زیب النسا کا اخلاق قابل
الزام نہین ہے۔ کوئی مورّخ اسوقت تک یہ ثبوت نہ دیسکا کہ زیب النسا نے
اپنی عصمت کو معرضِ خطر مین ڈالا۔ اول تو اورنگ زیب کا عہد کہ خلاف
ورزی شرع پر سخت سزائین دی جاتی ہین اور منہیات شرعی سے اجتناب
کیلئے سخت تاکید تہی۔ کیا یہ ممکن تہا کہ یہ اثرات بیرونی فورس ڈالین تمام
ملک رعب شاہی سے لرزان رہے اور محلات مین عصمت فروشی کا بازار
گرم رہے۔ دوسری بات جو اُسکے باعصمت ہونے کا ثبوت دیتی ہے
وہ اوسکا تجربہ ہے کہ علم مین درجہ کمال حاصل کرنیکے بعد طبیعت خواہشات
نفسانی سے بالکل منزّہ ہوجاتی ہے اور خطرات و وسواس شیطانی پر جذبات
باطن غالب آجاتے ہین۔ اُسکے کلام سے بہی یہی پتہ چلتا ہے کہ اُسکی
طبیعت تصوف کیطرف بہت زیادہ راغب تہی اور وہ نفس کی کشاکش سے
بہت زیادہ علیحدہ رہتی تہی۔ اگر اُسکی بذلہ سنجی اور حاضر جوابی اُسکی عصمت
کیطرف سے مشتبہ کرتی ہے تو یہ بہی غلط ہے اُسنے کسی کو ایسا جواب
نہین دیا جو اُسکے اخلاقی مرتبون کے خلاف ہو طبیعت کی پاکیزگی اُسکے ہر جواب مین

مضمر معلوم ہوتی ہے۔

ایک واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین مغلیہ کس خوبصورتی سے اُن لوگون کو ٹال دیتی تھین جنکے دلون مین اُنکی طرف سے ذرا بھی بدنیتی ہوتی تھی۔ اُنکا اصول یہ تھا کہ "سانپ مرجائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے" وہ ہر کام مین مصلحت کو مقدم اور ضروری سمجھتی تھین۔ چنانچہ مصنف خزانہ عامرہ صیدی طہرانی کے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ ایک دن جہان آرا بیگم جو زیب النسا کی رشتہ کی پھوپی ہوتی تھین باغ مین مصروف گلگشت تھین ہر طرف پردہ کا انتظام نہایت معقول تھا اور اُس باغ مین مردون کی آمدورفت کی قطعی ممانعت کردی گئی تھی۔ مگر جناب صیدی کو شرارت سوجھی اور باغ کی سہ دری مین چھپ چھپا کر جہان آرا بیگم نے گلزار حسن کی خوشہ چینی کرنے لگے شہزادی ہاتھی پر سوار تھی اور ادہر اُدہر قطار در قطار خواصین ہمراہ چلتی تھین جب شہزادی کا ہاتھی اُس سہ دری کے بالکل نزدیک آیا تو صیدی صاحب کی زبان سے بیساختہ یہ مطلع نکل گیا ؎

برقع بہ رخ افگندہ برو ناز بباغش
تا نکہتِ گُل بیختہ آید بہ دماغش

گو اِس مطلع مین کوئی پہلو گستاخی آمیز نہین ہے تاہم شہزادی نے حکم دیا کہ صیدی کو میرے سامنے لاؤ۔ خواصون نے حاضر کیا شہزادی نے چند مرتبہ

صیدی سے اِس مطلع کا اعادہ کروایا اور پانچہزار روپیہ انعام دیکر شہر بدر کرا دیا۔

اِس واقعہ سے خاندان مغلیہ کی باعصمت و عفّت خواتین کا انتظام اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اِسی طرح زیب النسا نے کبھی گوارا نہ کیا کہ اُسکی نگاہون کے سامنے کوئی آئے اور بے داغ چلا جائے۔ اگر کسی نے کچھ کہا تو فوراً جواب دیدیا جس سے "الخموشی نیم رضائی" کا غلط خیال پیدا ہو۔ وہ حیا شرم کی مجسمہ تھی۔ چنانچہ خود کہتی ہے ؎

گرچہ من اسامم دل چو مجنون در ہواست
سر بہ صحرا می زنم لیکن حیا زنجیر ماست

عاقل خان کا معاملہ جو اس سے متعلق کیا جاتا ہے وہ بھی سراسر غیر صحیح ہے اگر خدانخواستہ صحیح بھی ہو تو اُس سے زیب النسا کے کریکٹر پر کوئی حرف نہین آتا۔ ناقل واقعات نے یہ کہین بھی نہ دکھایا کہ عاقل خان اور زیب النسا مین کوئی ناجائز تعلق تھا۔ دلون مین فریقین کی محبت موجزن ہو تو ہو۔ لیکن بطون دونون کے صاف تھے۔ ہان زیب النسا کے حالات و واقعات اِس بات کی شہادت دیتے ہین کہ آپس مین اُنس ہم مذاقی ضرور تھا اور اُنس ہم مذاقی رکھنا کوئی گناہ عظیم نہین ہے۔ چونکہ وہ خود شاعرہ تھی اور جمیل اسلئے قادر الکلامی اور سنجیدہ طبع اہل سخن نگاہون مین

بہت جلد اور دل مین رفتہ رفتہ گھر کر لیتے تھے مذاق سخن اور ہم مشربی
دونون مین اُنسیت پیدا کرنے کیلئے ایک کافی سبب تہا۔ عاقل خان کا
دیگ مین بند ہو کر دم ہو جانا اِس بات کی دلیل نہین ہو سکتی کہ وہ زیب النسا
پر عاشق تھا اُسے اُسوقت محض خوف شاہی کی وجہ سے اپنا دم گھوٹنا
پڑا کہ دیگ سے نکلکر ادہرادہر بہاگتا تو گرفتار ہو جاتا اور اِس سے بھی زیادہ
پریشان ہوتا۔ خدا جانے عتاب خسروی کیا رنگ لاتا اِس لئے مجبوراً دیگ
مین جل مرنا پسند کیا اور زیب النسا کا یہ کہنا کہ "دم باش مثال کاہ بارے"
عاقل خان کے ساتھ کچھہ کام کریگا۔
اِس ناطورہ پری جمال اور فرشتہ خصلت کی وقعت گھٹانے اور شان
مٹانے کی جہان اور تدبیرین کی گئی ہین وہان ایک تدبیر یہ کی گئی ہے کہ
اُسکے کلام کو دوسرے کا کلام اور اُسکے دیوان کو دوسرے کا دیوان کہا جاتا
ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دیوان مخفی کے نام سے مشہور ہے تصنیفات
رشتی مین سے ہے لیکن بقول حکیم مظفر حسین صاحب جب یہ دیوان
رشتی کا تھا تو ہر غزل کے مقطع مین مخفی کیون لکھا گیا اور رشتی لکھنے سے
کیون گریز کیا گیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شاعر کے دو تخلص ہوتے ہین
لیکن ایک تخلص کسی اور زبان مین اور دوسرا کسی اور زبان مین نبہایا جاتا
ہے یا اکثر اصناف نظم مین جہان ایک تخلص نہین تا وہان دوسرے

تخلص سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہان یہ بات نہین ہے۔ کیونکہ رشتی صرف زبان فارسی کا شاعر تھا اِس لئے اُسے دو دو تخلص رکھنے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ بہرصورت دیوان جو مخفی کے نام سے مشہور ہے مخفی ہی کا ہے اور اسمین کسی دوسرے کے کلام کو جگہہ نہین ملی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے تحقیق کیا تو انہین دیوان مخفی کے کئی نسخے دستیاب بھی ہوئے وہ فرماتے ہین کہ ایک نسخہ مسٹر نور کے پاس موجود ہے جو قلمی ہے۔ یہ علاوہ خوش قلم ہونے کے دلکش بھی بنایا گیا ہے اور اسکے حاشیہ اور جدولون پر نقاشی کی گئی ہے گو اسپر کوئی سال کتابت تحریر نہین ہے لیکن کاغذ اپنی قدامت کی شہادت ضرور دیتا ہے۔ وہ نہایت پرانی طرز کا ہے اور اب بوسیدہ ہو گیا ہے جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اسکی عمر سو سال سے کم نہ ہوگی۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ یہ نسخہ کابل سے دستیاب ہوا تھا۔

ایک دوسرا نسخہ بہ خط نسخ ۱۱۴۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسکے کاتب مولوی حسن علی صاحب اکبرآبادی ہین۔ اسکی تحریر بہت گنجان ہے۔ اپنی قدیم الروشی کا ثبوت دیتی ہے۔ گو اب گنجان لکھنا متروک ہو گیا ہے۔ لیکن ازمنۂ قدیم مین ایسی لکھائی بہت زیادہ مقبول ہوتی تھی۔

تیسرا نسخہ اور ملتا ہے جس پر سال تحریر ۱۱۹۶ھ یا ۱۱۷۶ھ مشکوک طور پر پڑہا جاتا ہے اور اوسکے پڑہنے کیلئے خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے۔ کاتب کا نام اِس پر تحریر ہے لیکن کچھ محو سا ہوگیا ہے اور صرف بیگ پڑہا جاتا ہے۔

ایک نسخہ سید بہادر شاہ سوداگر عجائبات کے پاس موجود ہے جو کسی قدر غلط ہے۔ اسکا خط بھی معمولی ہے۔ لیکن بہت قدیم ہے۔

دیوان مخفی کا ایک نسخہ پنجاب لائبریری مین بھی موجود ہے اِس پر سن تحریر ۱۲۱۴ھ ثبت ہے اور لکہائی چھپائی بھی اُسکی نہایت صاف و شفاف ہے۔

ہندوستان کے اکثر مطابع مین یہ دیوان چھپا ہے۔ اور بیشتر پر دیوان زیب النسا مخفی لکھا ہوا ہے۔ لیکن نولکشور پریس سے جو ایڈیشن شایع ہوا ہے اوس پر رشتی تخلص لکھا ہوا ہے اور یہ کارپردازان مطبع کی غلط فہمی ہے۔ جس کا اونہین فوری طور پر انتظام کرنا چاہیے کہ جس دیوان کو عامۃ الخلایق زیب النسا مخفی کا دیوان بتلاتے ہین اسی دیوان کو مطبع نولکشور کے کارپرداز رشتی کے نام سے منسوب کرتے ہین اُن کا یہ یکطرفی فیصلہ کسی طرح بھی ماننے کے قابل نہین ہے۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ شہزادی زیب النسا کے زمانہ مین اکثر تصانیف

ایسی ہوئین جنکو زیب النساء کے نام سے منسوب کر دیا گیا تھا مثلاً زیب التفاسیر وغیرہ۔ اسی طرح ممکن ہے کہ یہ دیوان بھی کسی نے کہہ دیا ہو۔ لیکن یہ خیال بھی محض غلط ہے۔ ممکن ہے کہ بہت سی کتابین شہزادی کے نام سے منسوب کی گئی ہون لیکن وہ کتابین تصنیفات مخفی مین شمار نہین کیجاتین اور نہ زیب النساء انکی دعویدار بنتی ہے۔ اِس دیوان کا تصنیف مخفی سے ہونا اس لئے اور بھی زیادہ صحیح ہے کہ اکثر اشعار مین اُسنے کچھہ واقعات اپنے قلمبند کر دیئے ہین جنسے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعات صرف زیب النساء دختر اورنگ زیب سے متعلق ہین ان تمام باتون کو دیکھتے ہوئے عقل سلیم کبھی گوارا نہین کرتی کہ یہ دیوان سوائے زیب النساء کے کسی اور نے تصنیف کیا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اکثر مواقع کے ضرب المثل اشعار اُسکی تصنیفات سے مانے جاتے ہین تو دوسرے اشعار کو اُسکی تصنیف سے نہ سمجھنا سخت غلطی ہے یہ بات دوسری ہے کہ کسی مورخ کو وقت پر اُس کا دیوان نہ ملا ہو چند شعر جو کسی نے سنائے یاد یا د آگئے ہون اور انہین کے لکھنے پر اکتفا کی گئی ہو۔ جیسا کہ مولانا غلام علی آزاد نے اپنے تذکرہ "ید بیضا" مین لکھا ہے "این دو بیت از نام او مسموع شد" وہ دونون اشعار یہ ہین :-

اے سکندر سبب کرخم در گردن یا رہ نشد	کو رہ چشمے کہ لذت گیر دیدار سے نشد

صد بہار آخر شد و ہر گل بہ فرقے جا گرفت　　غنچہ باغ دل من زیب دستارے نشد

کہتے ہین کہ مخفی کے کسی ہمعصر لیکن شوخ شاعر نے اسپر ایک مصرع کا اضافہ کرکے اسے مخمس کر لیا تھا۔ وہ مصرع یہ ہے۔

"پُر شد زیب النسا لیکن خریدارے نہ شد"

حضرت آزاد نے جو بات حقیقت مین سُنی تہی لکھ دی۔ یہ اُنکی معلومات کا قصور ہے کہ اُنہین مخفی کا اور کلام نہ ملا لیکن وہ بہی یہ نہین کہتے کہ مخفی صاحب دیوان نہ تہی یا اور غزلین یا اشعار اُسکی تصنیف سے نہین ہین۔

غرض یہ ہے کہ زیب النسا صاحب دیوان تہی" اور جو دیوان مخفی کے نام سے مشہور ہے وہ اُسی کا ہے اور اُسمین دوسرے کے تصرف کا شائبہ بہی نہین ہے۔

زیب النسا نے عمر بہی اچہی پائی۔ یہ اُسکی توانائی کی دلیل ہے۔ صحت اُسکی ہمیشہ اچہی رہی وہ امراض کا بہت کم شکار ہوئی ان باتون سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے نفس مین الجہنین نہ تہین جنکی وجہ سے اُسے شکار آلام ہونا پڑتا۔ وہ نہایت درجہ کی پارسا عبادت گزار متقی اور فقیر مشرب شہزادی تہی ہمین اُسکی لائف سے کئی سبق ملتے ہین اگر ہم چشم باطن اور دیدہ حقیقت سے دیکہین تو ہمین معلوم ہو سکتا ہے کہ زیب النسا ہمارے لئے ایک پاک اور اعلیٰ زندگی کا نمونہ چہوڑ گئی ہے۔ اسکی تقلید ہمارے لئے

شرمناک نہین ہے بلکہ قابلِ فخر ہے۔ ہمین اسکی لائف سے معلوم ہوا کہ اگر
کوئی عورت زیورِ علوم سے آراستہ ہو تو بہت سی برائیون سے محفوظ رہ سکتی
ہے اور زمانے کے نشیب و فراز سے واقف ہونے کے بعد زمانہ کے دامِ تزویر
مین گرفتار نہین ہو سکتی۔

ہم دیکھتے ہین کہ آجکل ہم مین ایسے مقدس نفوس کی کمی ہے جو زیب النسا
کا ثانی بن سکین۔ لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اگر چشمہ علوم سے آبیاری ہو
اور زیورِ فنون سے آراستگی ہو تو اب بھی ہم مین زیب النسا اور نورجہان جیسی
خواصین نظر آسکتی ہین۔ زیب النسا نے یہ بھی دکھایا کہ ناز و نعم مین مصروف
رہنے ہی سے۔ لیاقت اور علم نہین بڑھتا۔ بلکہ دل مین دولت فقر اور طبیعت
مین رسائی ہونے سے بھی سب کچھہ حاصل ہو جاتا ہے۔

زیب النسا نے ایک معمولی اور سادہ زندگی بسر کی۔ وہ ایک بادشاہ کی
چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھی اگر چاہتی تو موتی چگتی، سونے چاندی مین کھیلتی
آبِ زر سے نہاتی، لیکن اسنے ایسا نہین کیا ہمیشہ وہی سادگی پسند کی
اور تکلف سے مجتنب رہی اسکی زندگی سے ہمین یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ
کثرتِ عیش و تنعم دنیا مین ایک فضول چیز ہے۔ اس سے جو لوگ دور بھاگتے
ہین وہ ہی اچھے رہتے ہین اور جو لوگ ان کی قربت چاہتے ہین وہ برباد
دنیا کو زیب النسا نے دار البقا نہین سمجھہ لیا تھا جب تذکرہ کوئی ذکر آتا تو وہ

زودوتر
عادات

بے ثباتی دنیا پر ایسا دہلا دینے والا لیکچر دیتی تھی کہ اُسکی سُننے والیان گو وہ کیسی ہی ہی مائل عیش اور عشرت و تنعم پسند کیون نہ ہوتین ایک دفعہ تو اس سے متاثر ہو ہی جاتی تھین اور گو تھوڑی دیر کے لئے تو اُنکے دل سے خیال عیش و عشرت نکل ہی جاتا تھا۔

زیب النسا شہزادی لائقہ شاعرہ اور حسینہ ہونے کے علاوہ فلسفہ سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔ اُسکے کلام سے فلسفیانہ رنگ صوفیت سے بھی زیادہ مترشح ہے۔ یہ اُس مین ایک خداداد مادہ تھا کہ وہ بال کی کھال نکال لیتی تھی علم ہیئت مین بھی اُسے خاص ملکہ تھا۔ آخر وہ بھی عورت ہی تھی گو اُس کے دل و دماغ مین فطرت نے ذہانت وذکا کا ایک خاص حصّہ مرعی رکھا تھا تاہم وہ عورت تھی۔ اگر آجکل کی عورتین بھی اُسکے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرین اور زیب النسا بننے کی متمنی ہون تو انھین کوئی روک نہین سکتا۔ اگر آج علوم مشرقی ہی مین پورا انہماک ہو جائے تو تو آپ دیکھین کہ زیب النسا کا فسانہ اپنے اصلی رنگ مین آپکی آنکھون کے سامنے موجود ہے لیکن افسوس 'موت' دشمن حیات موت' ایک ایسی چیز ہے جسکے آگے اچھے اچھونکی ہمت پست ہو جاتی ہے اور کسی کا کچھ بس نہین چلتا وہی زیب النسا جسکے سوانح ہم آج مدِ ناظرین کر رہے ہین اب کس مپرسی کے عالم مین بیلے یار و مددگار آسودہ خاک ہے اور کوئی یہ بھی نہین

پوچھتا کہ اے فرشِ گل پر سونے کی عادی شہزادی کنا [illegible] ں مٹی سے تیری
نازک اندامی کو کوئی صدمہ تو نہین ہوپہنچا تیری جبین ناز گر [illegible] ن سے کہین میلی
تو نہین ہوگئی اب اسکے پاس جاکر [illegible] کوئی یہ نہ [illegible] ریافت کرتا کہ اے
محلون کی رانی اس گوشۂ تنگ و تار مین تیراجی تو نہین گھبراتا۔ گرمی کے
دن ہین، دہوپ سخت تیز ہے، پائین باغ اسوقت بہار آرہی ہوگی۔
چلمنین پوش ہونگی خسخانہ و برفاب طراوت آفرین ہونگے۔ تو بہی اٹھہ اور
ان سرو تر اشیا سے حظ اٹہا افسوس وہ مجسمہ حسن جسکے لئے عاقل خان
مضطرب، ناصر علی بیتاب، شہزادہ فرخ سیر بیقرار، اور ہزارون دست بردل تھے آج
خاک مین غلطان ہے اور کسیکو اتنا بہی خیال نہین آتا کہ اسکی روح کو ثواب
پہنچانیکے لئے کبہی ہاتھہ تو اٹھاوے۔ لوگ غفلت مین ہین، وہ نہین
جانتے کہ ایکدن ہمین بہی اپنے ہی گوشۂ تاریک مین سونا پڑیگا اور اپنی بہی
یہی حالت ہوجائیگی جو آج زیب النسا کی ہے۔ بلکہ اس سے بدتر اسلئے
کہ زیب النسا کا نام اسکی قابلیت و لیاقت کی وجہ سے آفتاب کیطرح صبح
محشر تک چمکے گا اور اسکے کارنامے اسکے بعد مدت العمر تک یاد رہینگے۔ اسکے
نیک اعمال اسکے ساتھہ ہین۔ اسکی نیک نفسی اسکی ممد ہے اور ہان ہماری
موت سے اسکی موت بہی بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ ہم نہایت کرب و اضطراب
اور ہیجان خیالات مین اس لائف کو ختم کئے دیتے ہین لیکن آپسے مستدعی

ہین کہ اگر آپ کے پہلو مین ایک دردمند دل ہے تو خدا کے لئے اسیوقت ہاتھ اوٹھائیے اور مرحوم زیب النسا کی روح پر فاتحہ پڑھ لیجئے۔ ذرا دیر مین اسکی روح خوش ہو جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ راقم آثم اس خوشی سے کوئی باطنی فیض اور آپ مسرت حاصل کر سکین۔

بر این رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند